

# کچھوے اور مگر چھ



زئی اور رام و جینکر (مگر چھ)  
اندر نیل داس (کچھوے)

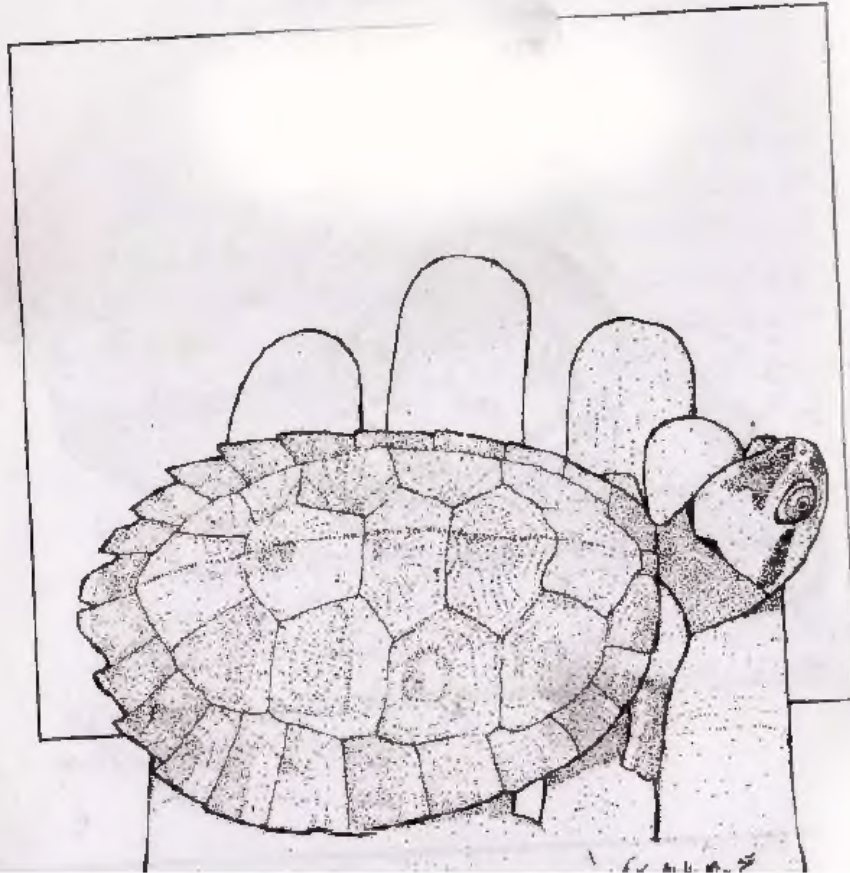


نیشنل ایک ٹرسٹ انڈیا

نمبر دیال ہسکالیا

# کچھوے اور مگر چھ کی دنیا

اندر نیل داس اور زکی اور رام وٹھیکر  
تصویریں: رام وٹھیکر ڈرائنگس: اندر نیل داس  
ترجم: خدیجہ عظیم



ISBN 978-81-237-1774-6

پہلا آروا ایڈیشن: 1996 (سا کا 1918)

دوسری طباعت: 2012 (سا کا 1934)

تیسری طباعت: 2013 (سا کا 1935)

© اندر نیل داس (کچھوے) اور زکی اور رام وٹھیکر (مگر چھ) 1993

اردو ترجمہ: نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا، 1996

The World of Turtles and Crocodiles (Urdu)

قیمت: 20.00

ناشر: ڈائریکٹر، نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا

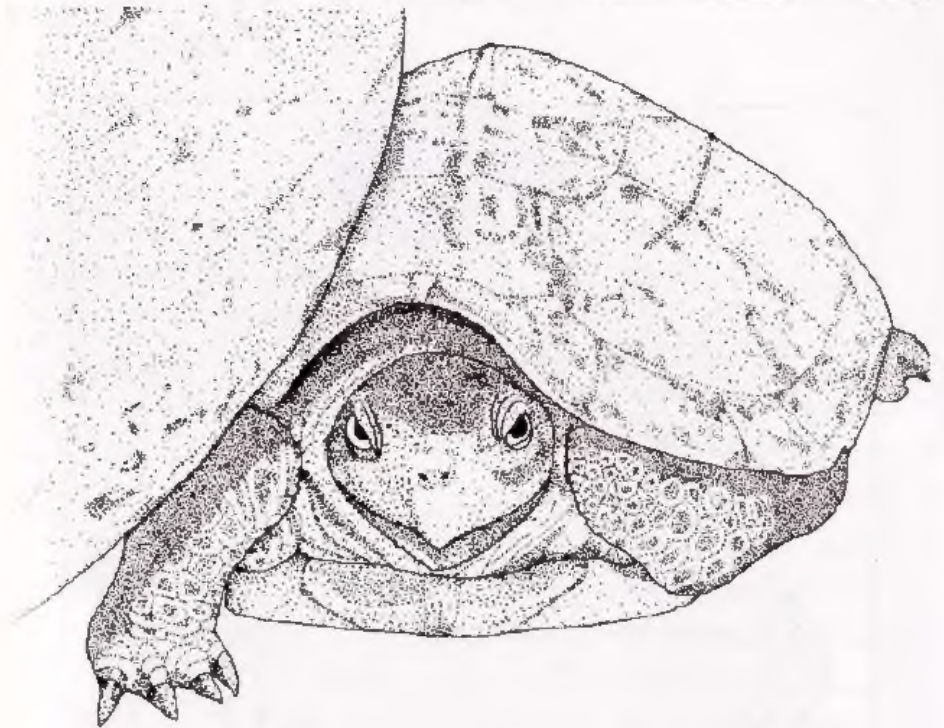
5، نہرو بھون، انسٹی ٹیوٹل امیریا، II،

وسنت کینج، نئی دہلی - 110070

Website : [www.nbtindia.gov.in](http://www.nbtindia.gov.in)



## کچھوے اور مگر مچھ کی دنیا



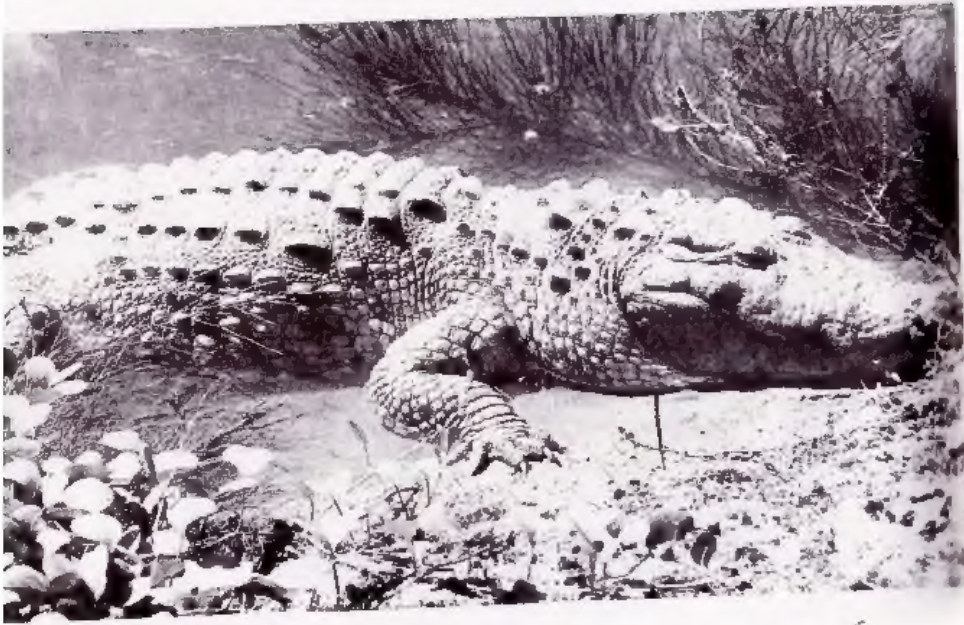
مغربی گھاٹ کے ترنگلات میں پایا جانے والا تھائی پسند کین پکھوا (cane turtle) جنگلوں کی سلی زمین پر رہتا ہے رینگنے والے کپڑے کوڑے مشروم پھل اور سبزیاں کھاتا ہے۔

جہت انگوٹھی ہے جانوروں کی دنیا ایک سے ایک عجوبہ نظر آتا ہے۔ ہم پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہوئے اپنے کانیز کے ساتھ کیرالہ کے گھنے، جنگلوں کی ایک وادی میں آگے بڑھ رہے تھے۔ گائیڈ کا تعلق کارور قبیلہ سے تھا یہ لوگ، شمد، جنگلی پھلوں، بچوں اور جڑی بوٹیوں پر گزارا کرتے ہیں جھاڑیوں کو ہٹا ہٹا کر غور سے ادھر ادھر راستہ دیکھ کر چل رہا تھا ایک جگہ رک کر ہمیں پکارا اور ایک گھنے اور اونچے درخت کی جڑوں کی طرف اشارہ کیا جہاں درخت کے تنے کے پاس ہمیں پکھوا بیٹھا نظر آیا۔۔۔ دنیا کے انوکھے اور کیاب پکھوؤں میں سے ایک۔۔۔ کچھ گورپانی سے دور جنگل کی تنگ زمین پر؟ جی ہاں! وہ جنگل کا کین پکھوا تھا۔ یہ نادر جانور صرف ہندوستان کے مغربی گھاٹ کے گھنے چنے جنگلوں میں ہی پایا جاتا ہے۔

یوں تو عام طور پر پکھوے (tortoises) زمین پر اور آبی پکھوے (turtles) پانی میں رہتے ہیں، لیکن بعض پکھوے ایسے بھی ہیں جو ان بندشوں کو غیس مانتے۔ مثال آپ کے سامنے ہے زیادہ تر آبی پکھوے (ٹرٹل) اپنی زندگی کا بڑا حصہ پانی میں گزارتے ہیں، بس وراسی دھوپ تاپنے کو یا ٹنٹے دینے کے لئے کبھی کبھار باہر آتے ہیں۔ مگر پکھوؤں کا بھی یہی حال ہے۔ یقیناً ماہو ہم نے تو ایک ہی دریا کے کنارے پکھوؤں اور مگر پکھوؤں دونوں کو دھوپ کے حرے لوستے دیکھا ہے۔ مگر ظاہر ہے یہ آبی پکھوے چوکنار رہتے ہیں۔ ادھر کوئی مگر چھو سے زیادہ قریب آیا ادھر پکھوے نے غراپ سے پانی میں ڈبکی لگائی!

یہ آبی پکھوے (ٹرٹل) اور مگر چھو کبھی کبھی رات کو بھی باہر نکلتے ہیں۔۔۔ بھی کیرالہ

چاہئے۔ ریچنے والے ان کیڑوں (ریپٹائلز) کا نام بنتے ہی برسوں سے انسان متہ بنا کر آف افواہ کرنے لگتا ہے لیکن اب



مگر

لوگوں کا رویہ آہستہ آہستہ بدل رہا ہے آج ہمیں اندازہ ہونے لگا ہے کہ ریچنے والے یہ کیڑے (reptiles)، یہ جانور ہمارے ماحول کی دیکھ بھال اور صفائی میں بہت اہم رول ادا کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے بارے میں جانتا، علم حاصل کرنا، ان کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔

آئیے کچھوں اور مگر چھوٹی کی اس دنیا کو ذرا قریب سے دیکھا جائے

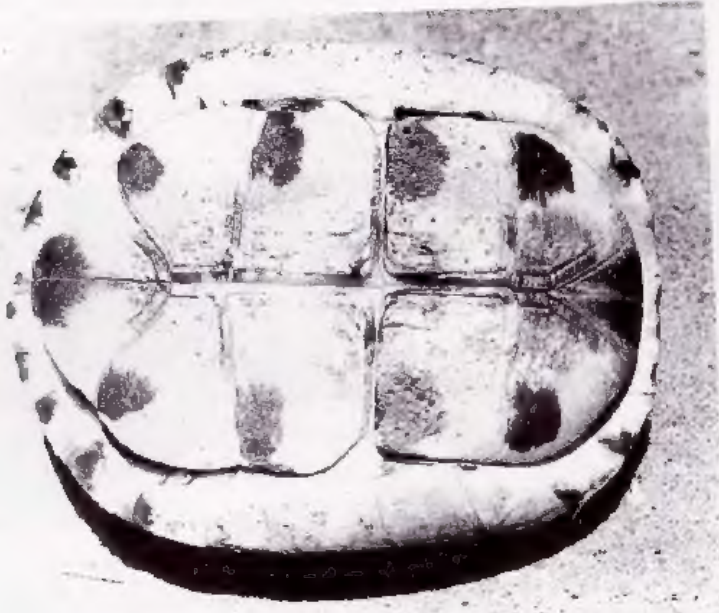
مکڑوں، مینڈکوں اور چوہوں کا شکار جو کرنا ہوتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ خشک سالی کی وجہ سے اگر تالاب سبھا دیا سو کھٹے گلے تپ بھی پانی کے کچھوے اور مگر چھ، مجبوراً اپنا سیرا چھوڑ کر باہر آجاتے ہیں، اور سنے بسیروں کی تلاش میں زمین پر لمبے لمبے سفر طے کرتے ہیں، بعض دفعہ تو کئی کئی کلو میٹر تک کا قاصد طے کر لیتے ہیں۔ بعض آبی کچھوے اتنے بڑے ہو جاتے ہیں کہ اور تو اور چھوٹے موٹے مگر چھوں تک کو کھا جاتے ہیں۔ لیکن مگر چھ کے بڑے ہونے کی دیر ہے۔۔۔ پھر تو کمائی اٹ جاتی ہے۔ مگر چھ نے ادھر ذرا سست رفتار پکھوا دیکھا، ادھر پک کر اسے پکڑا اور چا گیا۔ اس کے باوجود دلدلی علاقوں، تالابوں اور دریاؤں کے ان پاسبانوں کی زندگی سکون سے گزرتی ہے۔۔۔ نہ کوئی خطرہ نہ ڈر! بلکہ پانی کے بعض جیسے کچھوے تو دھوپ سیکھنے کے لئے مگر چھ کی پیٹھ پر یوں آ بیٹھتے ہیں جیسے وہ مگر چھ کی پشت نہ ہو کسی درخت کا تاج ہو!۔

ہندوستان میں زمین کے کچھوں (ٹورٹوائز) کی بھی بہت سی قسمیں پائی جاتی ہیں اور آبی کچھوں (ٹرنٹل) کی بھی ان سب کا پیٹ پوجا کا انداز الگ الگ ہے۔۔۔ کوئی پودے کھا کر گزارا کرتا ہے تو کوئی کیڑے کائنات، مچھلی اور مینڈک کا شوقین ہے۔ اس کے برخلاف مگر چھ سب کے سب گوشت خور ہوتے ہیں۔ انہیں صرف مچھلی اور گوشت چاہئے۔ ہندوستان میں تین قسم کے مگر چھ پائے جاتے ہیں۔۔۔ اور کچھ عرصہ پہلے تک تینوں ہی عام تھے لیکن اور بہت سے جانوروں کی طرح انسان، ان کے گوشت اور کھل کی خاطر، ان کو اندھا دھند مارتا چلا گیا۔ اور ان کی ہستیاں، اجاڑ کر وہاں پر فصلیں اکالیں، دکان کھڑے کر لئے، بند باندھ لئے ان مگر چھوں میں سے ایک، یعنی گھڑیاں، صرف مچھلی کھاتا ہے، مگر (دلدل کا مگر چھ) اور کھادے پانی میں رہنے والا مگر چھ ہر اس چیز کو نوالہ بنا لیتا ہے جو اپنی ہر حرکت کرتی ہو۔۔۔ بس شرط یہ ہے کہ اس کا سائز صحیح ہو۔۔۔ چھ، سانپ، کیڑے، ہرن، کچھوے، مچھلی اور پرندے۔۔۔ مثال ان کے دست خوان پر کیا نہیں ہوتا!

تمکین پانی کے مگر چھ ساحل کے دلدلی علاقوں میں رہتے پھرتے ہیں۔ سمندری کچھوں (sea tortoise) (اور ان مگر چھوں کا شمار ریچنے والے ان چند جانوروں (reptiles) میں ہوتا ہے جو کھادے پانی میں جیون بتا لیتے ہیں۔ ان کے جسموں میں مختلف غدود ہوتے ہیں جن کی مدد سے وہ جسم سے فاضل نمک خارج کر دیتے ہیں۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ کچھوے اور مگر چھ دونوں ہی سائپوں اور مچھلیوں کی طرح ریچنے والے کیڑے (reptiles) ہیں۔ بہت عجیب و غریب، بڑے تیراکن ہیں یہ سب اور ہمیں تمہیں ان کے بارے میں جانکاری حاصل کرنی



ہاں تو مختصر یہ کہ آبی کھو (ٹرٹل) گویا تمام کھوؤں، آبی کھوؤں اور تھراپین کا ایک مشترکہ اور بھلا سا نام ہے۔ اصل نسل کھوے تو، بحرِ مال، مٹی پانی کے تالابوں یا دریاؤں میں رہتے ہیں، اور اس کے خول کو ہے پیسے سخت



یہ مضبوط ڈھلایا کے کھسکا کھو (box turtle) کا حکم پوش (plastron) ہے جس نے جسم کے نرم حصہ کو پوری طرح ڈھک لیا ہے۔

ہوتے ہیں، بلکہ یہ مقابلہ آزارم خول والے ہوتے ہیں۔ دنیا بھر میں سب طاقتور، آٹھ قسم کے سمندری کھوے پائے جاتے ہیں۔ اور وہ صرف اٹھارے دینے کے لئے پانی سے باہر آتے ہیں۔ شکرے کی چونچ جیسی تھو تھنی والا کھو بھی انہیں میں سے ایک ہے۔ اسے کبھی کبھی کھوے (tortoise) کے خول والا آبی کھو (turtle) بھی کہتے ہیں۔ اوہو، سر چکرا

## آبی کھوے اور کھوے

ہم میں سے زیادہ تر لوگ مگر چھ سے ڈرتے ہیں۔ انہیں ہاتھ لگانے کی ہمت نہیں ہوتی لیکن کھوے تو بہت پیارے لگتے ہیں۔۔۔ چھوٹے چھوٹے، جسم بھرے منہ، گنبد جیسے بدن اور ڈنگاتی ہوئی، مضحکہ خیز چال اور سب سے بڑھ کر یہ کہ نہ ڈنک نہ زہر۔۔۔ یوں بھی شاید یہ کبھی ہی کاٹتے ہوں!

کھوے (tortoise)، آبی کھوے (turtles) اور ندی کے کھوے تھراپین (terrapins)۔ تین نام، اور ایک سے ایک بے شک، دماغ کو ابھانے والے آخر کون سا کون ہے؟ ایک صاحب نے تو اس مسئلہ پر نظم تک لکھ دی تھی:

سارے کھوے آبی کھوے

لیکن سارے آبی کھوے

نہیں ہیں ہرگز عام کھوے

سب ہی تھراپین ہیں آبی کھوے

لیکن سارے آبی کھوے

تھراپین نہیں ہیں بھائی۔

بہت سے کھوے کھوے ہیں، اور بس





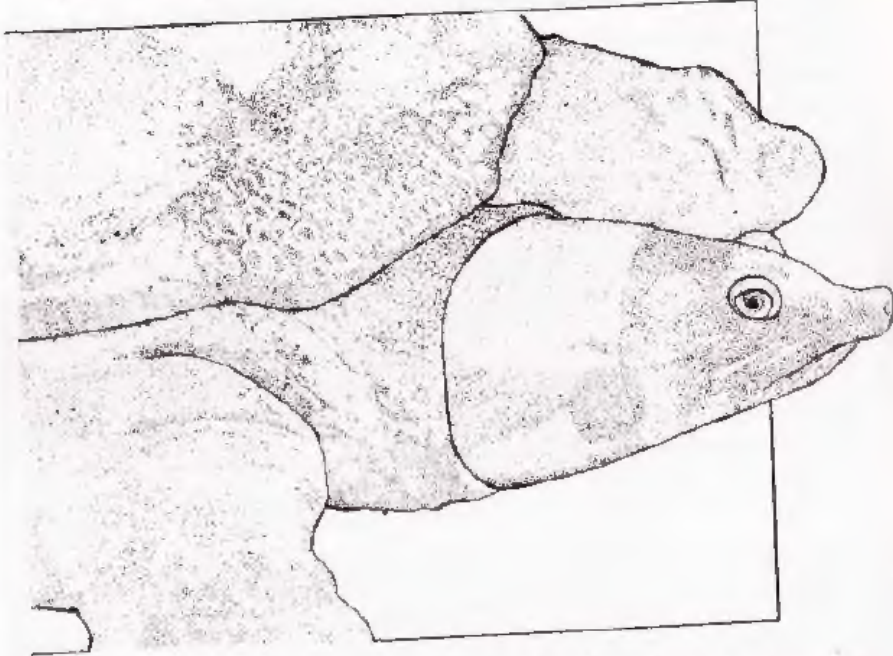
اپنے قریبی رشتہ داروں، یعنی سب اور چھپکلیوں کی طرح کھوے بھی ٹھنڈے خون والے جانور ہیں۔ ہم اور آپ اپنے جسم کو گرم رکھنے کے لئے کتنے جتن کرتے ہیں، مگر ان ریٹیلے والوں کی زون کی ترکیب ہی الگ ہے وہ تو حرارت اور گرمی حاصل کرتے ہیں اپنے ماحول سے۔ دھوپ سینک کر، بیانی میں ڈبکی لگا کر جسم کی سردی یا گرمی مٹا لیتے ہیں۔ اسی لئے تو دھوپ سینکنا ان کے لئے بہت ضروری ہے۔ کبھی کبھی تو آپ دیکھیں گے کہ کھوے کا سر، گردن اور ٹانگیں خول سے بالکل باہر ہے، اور وہ آرام سے دھوپ سینک رہا ہے۔ دھوپ سینکنے کا بنیادی مقصد تو جسم کی حرارت کو بڑھانا ہی ہے۔ لیکن ماہرین حیوانات کا خیال ہے کہ شاید اس سے انہیں یکہ اور فائدے بھی حاصل ہوتے ہیں۔ شاید ہائے مدد ملتی ہو پتہ کبھی اور جو تک جیسے لٹیلیوں سے نجات مل جاتی ہو۔



چری پشت (leather back) کھوے کی اہل کا یہ کھلوا کم سے کم چار ہزار سال پہلے پریمیں بنایا گیا تھا۔

آپ کھووں کی نظر بہت تیز ہوتی ہے بعض کھووں کی بینائی تو ایسی تیز ہوتی ہے کہ رنگوں کی تیز کر لینے ہیں۔ جن علاقوں میں کھووں کا حکمران عام ہے، وہاں آپ اکثر دیکھیں گے کہ انسانی قدموں کی چاپ قریب آتے ہی کھوے تیزی سے سر کے بل پانی میں ڈبکی لگا کر نظر سے لوجھل ہو جاتے ہیں۔ بینائی تیز ہونے کی وجہ سے کھاتے پینے کے سامان کی تلاش بھی آسان ہو جاتی ہے۔ بحوری اور زرد پتوں اور گھاس کے پس منظر میں ہری ہری کوئی رسیلی پتی دیکھتے ہوئے لال رنگ کا کوئی مزے دار پھل دھوٹ نکالنا کوئی ہلکی کھیل تو ہے نہیں اور کھووں کو تو یہ سب تلاش کرنا ہی

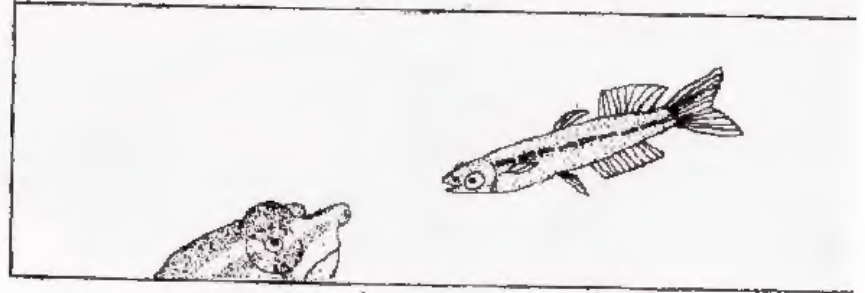
چرتا ہے۔ آپ کھووں (ٹرئل کاور عام کھووں) کی سننے کی صلاحیت بھی غامض اچھی ہوتی ہے۔ اگر بات بڑھ کر مارو یا بھاگو کی ٹوہٹ آجائے تو کھوے، دم دبا کر بھاگنے کا اور خود کو اپنے خول میں سمٹ کر دم



جزئی ہندوستان میں پایا جانے والا لیٹھ کا نرم کھال والا آپ کھوے یہ کچھ بہت بڑا رسبہ ہے تیز حرارتی ہے۔ اس کے شانوں پر مہوں جیسے شہ و آلوں کا چھدار کچھ کر عا سے بچا جا سکتا ہے۔

سادہ لینے کا راستہ ہی اپناتے ہیں! لیکن کھوے ایسے بھی ہیں جو آسانی سے میدان نہیں چھوڑتے۔ نرم خول والے کھوے تو ایک نمبر کے جال باز سپاہی ہوتے ہیں۔ شاید اس طرح اپنے جسم کی نرمی کی کٹر نکالتے ہیں اچانک ہو، ہم تو یہ دیکھ کر بہت ڈر گئے کہ یہ تو کائنات بھی ہیں، پتے بھی مارتے ہیں، اور کبھی کبھی تو سر سے بھی وار کرتے ہیں۔ نرم خول

اور تنک سر والے کھوے تو، شاہے، بعض دفعہ چھوٹی موٹی کشتیوں پر حملہ کرتے ہیں یہاں تک کہ انہیں ڈبو بھی دیتے ہیں اور جب یہ جانور پکڑا جاتا ہے، تو کاٹا نہیں، بلکہ اپنے عجیب و غریب شکل کے سر سے حملہ کرتا ہے۔ کبھی کبھی تو جانی سائز کے بڑے بڑے دریائی کھوے تیرا کوں کو کاٹ بھی لیتے ہیں اور گنگا کے اور دوسرے کنارے کے شیشاں گھاٹوں میں تو کھوے مردے تک کھا لیتے ہیں اس طرح یہ دریاؤں کو گند کی سے بھرا کر صاف رکھتے ہیں۔ دگارتا بہت ہوتے ہیں۔ بھارت سرکار تو اب کھوؤں کی افزائش نسل پر خاص زور دے رہی ہے تاکہ بڑی تعداد میں کھوؤں کو لاپن کر سکے انہیں دریاؤں میں چھوڑا جاسکے۔ بہر حال عام طور پر تو انسان ہی کھوؤں کو نالہ داتا رہا ہے۔ عمل تاریخ کی کئی پرانی بستیوں میں ہمیں کھوؤں کی



تک سر درازم قولہ آبی کھوؤں کو تک سر کے ہوتے۔

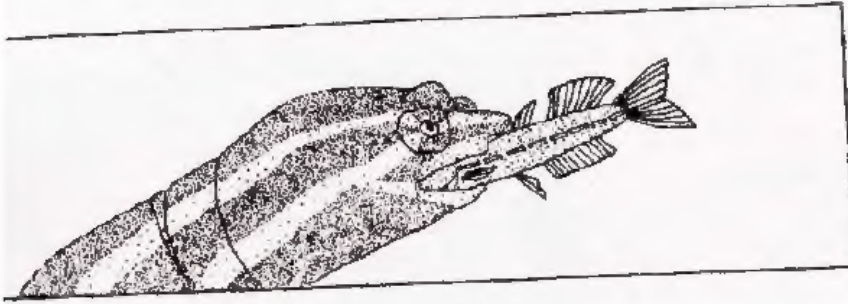
ہڈیاں وغیرہ ملی ہیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان بھر کے قباکوں کی بستیوں اور ٹھکانوں کے چھوٹے سے بھی ان کی ہڈیاں بکھری ہوئی ملتی ہیں۔ آگے چل کر ہم آج کے دور میں کھوؤں کے استعمال کے بارے میں بتائیں گے انسان کے ہاتھوں کھوؤں کے اس مسلسل شکاری وجہ سے ان کی بہت سی قسمیں کمیاب ہو گئی ہیں، بلکہ بعض تو ختم ہی ہو گئیں ہیں۔

### آبی کھوؤں کی عاداتیں

زیادہ تر آبی کھوے کھانے کے معاملے میں بھی کوئی ہنگامہ نہیں کرتے۔ مختلف قسم کے کیڑے مکوڑے، مچھلیاں اور آبی ہماڑوں کا کھا کر پیٹ بھر لیتے ہیں۔ البتہ بعض تنک مزاج ہوتے ہیں۔ اور صرف گنی چلی اٹیا کھاتے ہیں۔ ہندوستان اور اس کے گرد و نواح کے بعض ملکوں کے بڑے بڑے دریاؤں میں رہنے والا تنک سر اور نرم خول والا آبی کھو (ٹرئل) صرف زرد مچھلی کھاتا ہے۔ وہ انہیں پکڑنے کے لئے دریا کی تکی مٹی میں ڈبک جاتا ہے، پس اس کے تنک سر کا

زرا سار انچھڑ مٹی سے باہر رہتا ہے۔ مچھلیاں قریب سے گزرتی رہتی ہیں، اور بعض چپٹی ہوئی دو آنکھیں دیکھ کر، تنک سر کے بارے میں کچھ اٹھان معلوم کرنے قریب آ جاتی ہیں، پس ان کے قریب آتے ہی پانی کا یہ کھو آ پنی لمبی گردن بڑھا کر انہیں دبوچ لیتا ہے!

چرمی پشت والے (leather back) سمندری کھوے کی پند یہ وہ غذا خطرناک جیلی فیش ہے۔ اس کا اور والا چیز انگریزی حرف W جیسا ہوتا ہے جس کی وجہ سے اسے یہ نرم نرم مچھلی کاٹنے میں بہت آسانی ہو جاتی ہے۔ شکرے کی چمچ جیسی شکل کا سمندری کھو آ کچھ کاٹو تھیں ہوتا ہے، اور پورے پورے اس کچھ نگل جاتا ہے، یہاں تک کہ ان کی کمر کی



لمبی گردن مچھلی کی سی تیری سے آگے بڑھ کر نور سے ہے تیر شکار کو تک مچھلی میں دبوچا ہوا۔

ہڈی بھی چھاؤں ہے، جو دراصل گلاس کی ہوتی ہے۔ اسے قدرت نے شکرے کی چمچ جیسا تنک سر والے عطا کیا ہے کہ اس کی مدد سے وہ اس کچھ کو بھی کاٹ سکتا ہے، اور مونگے کی چٹانوں پر بھرا کرنے والے مختلف قسم کے گھو گھو اور دوسرے کیڑوں مکوڑوں کی تاک لگا بھی اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔ شکاری جانوروں کا نالہ بننے والے زیادہ تر اس کچھ زہریلے ہوتے ہیں، اور انہیں کھا کر اکثر جانوروں کی جان چلی جاتی ہے، مگر شکرے کی چمچ جیسے سر والے ہمارے اس شکاری ٹرئل کا بال بھی بیک نہیں ہوتا! لیکن اگر انسان اس آبی کھوے کو کھالے تو شاید مر جائے۔ وہ کیسے؟ کیونکہ اس کچھ کا زہر کھوے کے جسم میں پھوٹا رہتا ہے۔ مگر کیونکہ اس طرح کہ خود کھوے کو اس سے نقصان نہیں پہنچتا۔ آگے اب ذرا اچھے پانی کے کھوؤں کو دیکھیں۔ ہال تو نرم خول والے بڑے بڑے کھوے تو پورے بھی



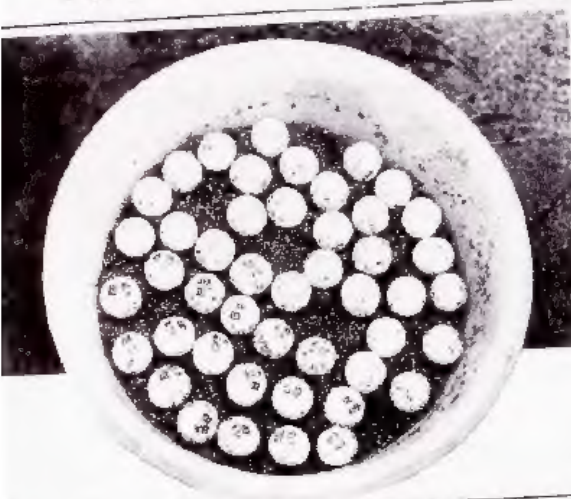
کھاتے ہیں، جانور بھی۔ یہ کھوایا کا مضبوط اور طاقتور جانور ہے۔ یہ پانی کی سطح پر حرقی ہوئی مرغایوں اور ہنٹوں تک کو پانی کے اندر کھینچ لیتا ہے۔ اور تو اور یہ آبی کھجوا تو مگر پھلوں کے چھوٹے پھول تک کو کھا کر لیتا ہے۔ ہم نے ایک دفعہ عجیب تماشا دیکھا۔ نرم خول والے ایک چھوٹے سے ہندوستانی ٹرل نے یہ بڑے موٹے تازے، جرنے میٹھک کی ٹانگ پکڑ کر اسے پانی میں کھینچ لیا، جو ساگز میں اس کھوٹے سے بڑا تھا پھر وہ اپنے اس موٹے تازے کھارے بہت دیر تھا پانی کو تار ہا۔ لیکن اب اسے تازہ ہوا میں سانس لینے کے لئے پانی کی سطح کے اوپر آنا پڑا تو اس کا کھار ہاتھ سے نکل گیا، جو اپنے بچاؤ میں اس وقت تک زور و شور سے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ مرے ہوئے جانوروں تک پہنچنا بھی آسان ہے، اور لمبے ہاتھ مارنے کا امکان بھی زیادہ ہے۔ اس لئے نرم خول والے آبی کھوٹے اکثر مردہ جانوروں پر انکشاف کرتے ہیں۔ ہمارے ایک دوست نے ایک دفعہ شیر کی ایک تصویر حاصل کرنے کی امید میں، اپنا کیمرا، آٹھ انچ کے ایک مردہ بھینسے کے قریب قریب کر دیا۔ لیکن تصویر تیار ہوئی تو دیکھا کہ نرم خول والے بڑے بڑے آبی کھوٹے مردہ بھینسے کو کھینچنے لگے چارے تھے۔ زیادہ تر آبی کھوٹے بھینسے میں گوشت خور ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی چھوٹے موٹے جانور پر زور چل گیا تو اسے کھالیا، کبھی کوئی مردہ جانور مل گیا تو اس پر گزارا کر لیا۔ بھینسے اس غذا میں پروٹین خوب ہوتی ہے، اور کھوٹے تیزی سے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن ایک خاص حد تک بڑھنے کے بعد وہ سو فیصدی سبزی خور ہو جاتے ہیں۔ مجال ہے نباتی غذا کے علاوہ کچھ کھالیں۔ بس آبی جھاز یوں پر گزر بسر کرتے ہیں۔ یوں اچانک غذا بدل دینے والے کھوٹوں کی بہترین مثال تو سمندر کے ہرے کھوٹے (sea tortoise) اور ہندوستان کے ٹنٹ ٹرل ہیں۔ بعض کھوٹوں میں تو خود اپنی ہی جھن کو کھانے کا ر جان بھی نظر آتا ہے۔ بچارے کھوٹوں کے بچوں کے سروں پر ہر وقت، خطرہ منڈلاتا رہتا ہے۔ کھوٹا لین کے دوران ہم نے دیکھا کہ تن و مند کھوٹے اکثر دوسرے کھوٹوں کا کام تمام کر دیتے ہیں۔ اسی لئے ہمیں چھوٹے اور کمزور کھوٹوں کے لئے پوشیدہ ٹھکانوں کا انتظام کرنا پڑتا ہے، یا انہیں ان دھونسیا کھوٹوں سے الگ رکھنا پڑتا ہے۔

### کھوٹا لین

آبی کھوٹے اور عام کھوٹے انڈے دیتے ہیں۔ یہ انڈے بیضوی بھی ہو سکتے ہیں اور گول بھی۔ مادہ یہ انڈے زمین کے کسی گڑھے، کسی سوراخ میں دیتے ہیں۔ انڈوں کے چپے کتنے دن میں نکلتے ہیں۔ اس میں کافی کمی بیشی ہو سکتی ہے، جس کا دار و مدار باہری حرارت اور گرمی پر اور دوسری گئی باتوں پر ہوتا ہے۔ اسلئے انڈے سے چپے نکلتے کے عمل میں چند ہفتے بھی لگ سکتے ہیں اور کئی کئی مہینے بھی کھوٹے کی کئی قسموں کے چپے برسات میں نکلتے ہیں۔ اور اس کی بہت معقول وجہ ہے۔ یعنی برسات کے موسم میں ایسے بہت سے انت سے پودے نکلتے ہیں، انت ہی قسم کے کیڑے کوڑے پیدا ہوتے ہیں، جنہیں وہ کھا سکتے ہیں۔ اور پھر پانی بھی بہت ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ اس موسم میں ننھے کھوٹوں کو کسی چیز کی

کمی نہیں ہوتی۔ بعض علاقوں میں قبا ئلیوں کا تو کہنا ہے کہ گرج برس کی آواز سن کر انڈوں میں بند ننھے کھوٹوں کو جیسے خر مل جاتی ہے کہ گومیال اب ہا ہر سب نمشل سنگل ہے، اب تم آسکتے ہو، اور حالات دیکھتے ہوئے، تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ شاید ان قبا ئلیوں کا خیال ٹھیک ہی ہے۔

مختلف قسم کے کھوٹوں کے انڈوں کی تعداد اور حجم بھی الگ الگ ہوتے ہیں۔ بعض قسم کے کھوٹوں کی مادہ تو صرف ایک بڑا سا انڈا دیتی ہے۔ دوسری طرف سمندری کھوٹے ان دو دنوں کے بیچ میں کہیں آتے ہیں۔ جنوب مشرقی ایشیا کے بیٹھے پانی کے کھوٹے ان دو دنوں کے بیچ میں کہیں آتے ہیں۔ جنوب مشرقی ایشیا کے سرسبز جنگلوں کے دیو جیکل کھوٹوں کی مادہ ایک بار میں پچاس انڈے تک دسکتی ہے۔ صاحب اس کھوٹے کی ہر لوانرالی ہے۔ اس کا وزن معلوم ہے؟ تیس کلو گرام اور یہ رہتا ہے گھنے جنگلوں میں اس کی مادہ انڈے دیتی ہے جنگل میں گری ہوئی پتیوں کے کسی ڈھیر میں



نرم خول والے آبی کھوٹے کے انڈے تقریباً گول ہوتے ہیں۔ کھوٹوں کی زیادہ تر قسموں کی خصوصیت ہے کہ انڈوں میں سے نکلنے والے کھوٹوں کی جنس کا دار و مدار اس بات پر ہوتا ہے کہ انڈے کس درجہ حرارت میں رکھے رہے۔

گھس کر، اور کئی دن تک ظالم حکمرانوں سے اس ڈھیر کی حفاظت کرتی ہے۔ بس کیا کہیں، اس کھوٹے کی تو تقریباً ہا ہی خصوصیات عام کھوٹوں سے مختلف ہیں۔ ان کھوٹوں کے جنگل ٹھکانوں کے قریب رہنے والے قبائلی تاتے تھے کہ یہ کھوٹا شیر کی طرح دھڑل بھی سکتا ہے!

کھوٹوں کے انڈے دینے کی دیر ہوتی ہے کہ وہ مدت سے اس موسم کے انتظار میں ہے تاب حکمرانوں کے رحم

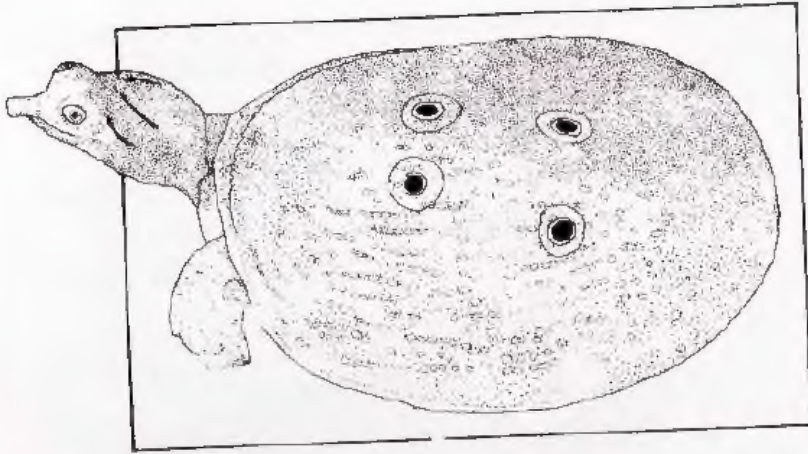
و کرم پر آجاتے ہیں۔ لیکن دوست، یقیناً تو ایک واقعہ تو ہم نے ایسا دیکھا ہے کہ رنگ رو گئے۔ آبی کھوے کے ایک اٹھے نے اپنے ہیکاری کو بدھو بنادیا۔ ہوا یہ کہ ایک ساپ اس اٹھے کو بہت کا عیت لگ گیا۔ لیکن صاحب وہ ہضم ہوئے بغیر جوں کا توں ساپ کے جسم سے خارج ہو گیا۔ اور پھر کرنا تھا اکیا ہوا کہ اس اٹھے میں سے کچھ دن بعد ایک جینا جاگتا تھا کھوا پیدا ہوا۔ کہ دنیا کو اپنی چٹا سنا سکے!!

دشمن :

آبی کھوؤں اور عام کھوؤں کے اسے مضبوط خول کے باوجود ان کے دشمن کبھی کبھی ان پر حاوی ہو جاتے ہیں۔ اور ان دشمنوں میں انسان بھی شامل ہے۔ کھوؤں کو کھانے والے جانوروں کی فہرست بہت لمبی ہے۔ اس میں شیر، لکڑ جھگے، ماسی خور بیلیکن، اودیاوہ، مگرچھ، مونیریز، لارڈ، جنگلی سور، کیکڑے، ماہ سیر، چھلی، ہمال تک کہ بارہ سیکے کی طرح ہی تیل گائے بھی شامل ہے۔ لیکن کچھ بھی ہو کھوؤں کے دامن میں یعنی کہ ان کے خول میں کچھ راز ضرور چھپا ہوا ہے۔ ہندوستان کے پٹھان پانی کے کھوؤں میں سب سے زیادہ عام ہے چپے پگھ نما خول والا کھوا (Ratshell turtle)۔ لوہر حملہ آور قریب آیا، ادھر اس کھوے نے اس حملہ آور پر زرد رنگ کی انتہائی بدبو دار پتلی پتلی رطوبت کا چھڑکا دیا۔ ایک دفعہ کچڑ میں آجائیں، اور ان کی جانچ پڑتال شروع ہو جائے تو سب ہی کھوے نہایت بے شرمی سے گندگی خارج کرنے لگتے ہیں۔ نرم خول والے کھوؤں کے بچوں کے لوہری خول میں چار سے چھ تک گول گول سے نشان ہوتے ہیں، جیسے یہ بڑی بڑی آنکھیں کھلی ہوئی ہوں۔ قدرت نے انھیں یہ نشان شاید اس لئے دیا ہے کہ دشمن ان آنکھوں سے ڈر کر بھاگ کھڑا ہو۔ بچہ، تم نے ایسے آنکھوں کی شکل کے نشان تخیلوں اور پردوں، کیمز چار (تعلی کا پہلا روپ) چھیلوں اور جھپکوں کے بدن پر بھی دیکھے ہوں گے۔ بڑے سائز کے کھوے اپنے دشمنوں کا مقابلہ زیادہ اٹ کر کر سکتے ہیں اور نرم خول والے سب ہی کھوے بہت تیز رفتار تیراک ہوتے ہیں۔

دوسرے کہاں ہیں

قدرت نے بھی کبھی لا جواب تقسیم کی ہے، کبھی کارگزاری دکھائی ہے!! کھوؤں اور آبی کھوؤں کی ہر قسم اپنے ٹھکانے، اپنے سیرے کے لئے دوسرے کھوؤں سے مختلف جگہ ڈھونڈی ہے، تاکہ مقابلہ اور کھینچا تانی بھی نہ کرنی پڑے اور سب کے لئے خوراک، جگہ وغیرہ سب کچھ آرام سے مہیا بھی ہو جائے! لڑا کھوری کھوے جنگلوں کی پتیوں سے ڈھکی ہوئی، سبلی زمین کے رسیا ہیں، اشار ٹور ٹور تازہ جھاڑ جھنکار سے ڈھکی ہوئی دھرتی پر رہنا پسند کرتا ہے جہاں دن کے وقت درجہ حرارت 45 ڈگری سینٹی گریڈ سے بھی زیادہ پہنچ جاتا ہو۔ جگہ ویش کا لمبوتر کھوا، پڑ کا کھوا کہا تا ہے یہ بھی جنگلوں کا رہائشی ہے۔ وہاں کے مقامی لوگوں کا تو کہنا ہے کہ یہ درختوں پر بھی چڑھ جاتے ہیں۔ کئی قسم کے



لگائیں رہنے والے نرم خول کے آبی کھوے کے خول پر ابھرے ہوئے آنکھوں جیسے نشان دشمن کو ڈرا دیتے ہیں۔

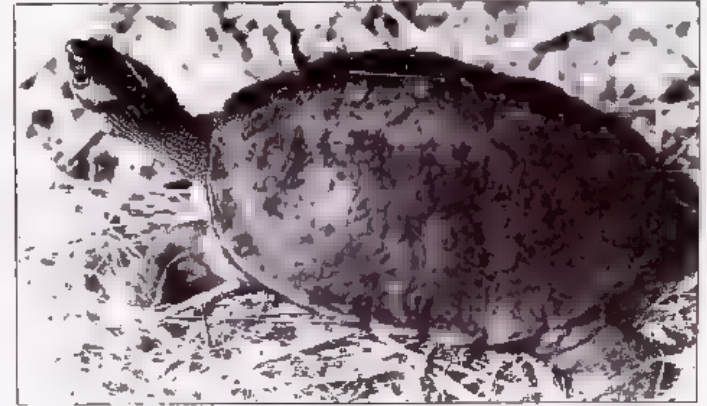
کھوؤں نے پانی کو خیر باد کہہ کر، زمین پر ہی جیون تھا شروع کر دیا ہے۔ ہندوستان کے ایسے کھوؤں میں شاید سب سے زیادہ عام اور مقبول کھوا ہے کہن کھوا (cone tortoise)۔ اس کی تاریخ بہت دلچسپ ہے۔ خیال یہ تھا کہ کھوے کی یہ قسم دنیا سے ختم ہو چکی ہے۔ لیکن اس صدی کی نوئیں دہائی میں ماہر حیوانیات، سچے، سچے نے کیرل کے جنگلوں میں اسے ڈھونڈ نکالا۔ یہ ہندوستان کا سب سے چھوٹا کھوا ہے۔ اس نسل کا بھرپور جوان کھوا بھی آرام سے آپ کے ہاتھ میں آجائے گا۔ اسے بد رنگ بھورے خول پر ابھری ہوئی تین دھاریوں کی وجہ سے یہ جنگل کی زمین پر چھٹی ہوئی سوکھی پتیوں میں نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے، اور وہاں چھپ کر آرام سے گھو گھو، میر، بوسندل، پتنگوں اور بھجوروں کو نوالہ بناتا رہتا ہے۔ کا دار نام کے قاحلی شکاری کتوں کی مدد سے اس بید کھوے (can tortoise) کا شکار کر کے اس کا گوشت کساتے ہیں۔ لعل واقعہ ایک ہی نسل کے کھوؤں کے زراور مادہ کے رنگ اور ڈھانچے میں فرق ہوتا ہے۔ عام طور پر نرم کھوے زیادہ خوش رنگ ہوتے ہیں۔ تھن و نگار سے بھرے ہوئے خول والے آبی کھوؤں (painted-roof) اور بید کھوؤں (cane tortoise) کے لال، گلابی، اور نارنجی رنگوں کے خول، شاید، مادہ کھوؤں کو رہنے کا کام کرتے ہیں۔ کھوؤں کی کئی قسموں کے سروہ حکم پوش (piastron) یعنی خول کا خلیا حصہ اندر کو مڑا ہوا ہوتا ہے، تاکہ وہ احتیاط (mat)



(ing) کے وقت بارہ کھوے کے خول میں اچھی طرح لپکتے ایک ہی نسل کے بعض زلورادہ کھوے کا حجم بھی مختلف ہوتا ہے، مثلاً برہمی دریا کی کھوے (فرال) کی، وہ اس نسل کے نزدیک کھوے سے تین گنا تک بڑی ہو سکتی ہے۔ ایک ہی نسل کی دو جنسوں کے رنگوں اور حجم (سائز) میں اتنا فرق ہو سکتا ہے کہ بعض دلوں مقامی باشندے، علاوہ مٹی کا خاکار ہو کر انہیں دو الگ الگ قسمیں سمجھتے تو رہا م دیتے ہیں۔

سمندری کھوے

دنیا میں آٹھ قسم کے سمندری کھوے پائے جاتے ہیں۔ ان میں شاید سب سے انوکھی اور عجیب و غریب قسم جی پی پشت کھو (leather back tortoise) ہے تو دوسرے کھووں سے اتنا مختلف ہوتا ہے کہ سائنس دانوں نے اسے



اس کا نام آبی کھو (roofted turtle) ہے جو سب سے آبی کھووں کی مختلف قسموں میں سے ایک نام اور سب سے زیادہ خوش رنگ قسم ہے۔ اس کا نالہ بہت صاف ہوتا ہے، مگر بہت ہی بلیریں ہوتی ہیں۔

ایک لگ ہی خاندان کا نام دے دید۔ یہ جی پی پشت کھوے شاید ہماری آج کی دنیا کے سب سے بڑے آبی کھوے ہیں۔ اس میں سے ایک حال ہی میں پائی کے بھائے سا جھو ویز کے ساحل پر آئی تھی۔ اس کا وزن ایک ٹن تھا اور سائی 25 میٹر (8 فٹ) سے بھی زیادہ تھی، زیادہ تر کھوے کم سے کم دس سال کی عمر تک بالغ ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس نسل کے آبی کھوے

دو سال کے اندر اندر بالغ ہو جاتے ہیں۔ اور ان دو برسوں میں ان کے جسم کا سائز تین ہزار گنا تک بڑھتا ہے! یوں تو یہ جی پی پشت کھوے (tropical) ملکوں کی چھپانٹوں پر انڈے دیتے اور گھونسے بناتے ہیں اور (mating) کرتے ہیں، لیکن اکثر سمندر میں بہت دور دور تک نکل جاتے ہیں۔ سمندر کے یہ جٹائی کھوے تو بحر ہندوستانی (درکلف) کے بریلے پانی تک میں گھومتے دیکھے گئے ہیں۔ ایوینس پانی کیسوں نے تو ان کی تصویریں بھی بنا لی ہیں، ان پر کلیں بھی لکھ والیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ ریٹکے والا سر دھوئی جافور شمالی سمندر کی شہید سر دی برداشت کیسے کر لیتا ہے۔ ماہرین حیوانیات سچ تک اس قسمی کو سمجھنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں۔ ان جی پی پشت کھووں کے ہارے میں ایک اور جی ان کرتے والی بات کی اطلاع تو حال ہی میں امریکہ کی ایک حیور جیو وینورٹی کے سائنس دانوں نے دی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ کھوے سطح سمندر سے بارہ سو میٹر (تقریباً نصف میل) کی عمق اُن تک غوطہ لگا سکتے ہیں جو اس سائنس دان نے دلا، کوئی جانور اتنی گہرائی میں نہیں جا سکتا۔ کم سے کم انسان کو تو اس کی خبر نہیں ہے۔ جی گہرائی تک تو دیو ہیکل وہیل چھٹی بھی نہیں جاتی! یہ جھٹا گہرا غوطہ شاید شکاری، خاص کر مچھلی فش کی تلاش میں لگاتا ہے۔ یہ کھوے غالباً اپنی رہائش گاہ، چرن کی موتی تہ اور انتہائی مضبوط کرکری بڑی سے بہنے ہوئے ڈھانچے کی وجہ سے قی گہرائی میں پانی کے دھوکا سہا بیٹے ہیں۔

یہ جی پی پشت کھوے گھوسلے بنا کر انڈے دیتے ہیں انڈے ماں، کچھ ہار کے جڑیوں میں۔ ایک دن سے میں یہ کیوں



ہندوستان سے تارہ کھوے (star tortoise) کے زلورادہ میں فرق دیکھئے، بارہ (لوہا کا سائز) (نیچے) سے یقیناً کافی بڑا ہے



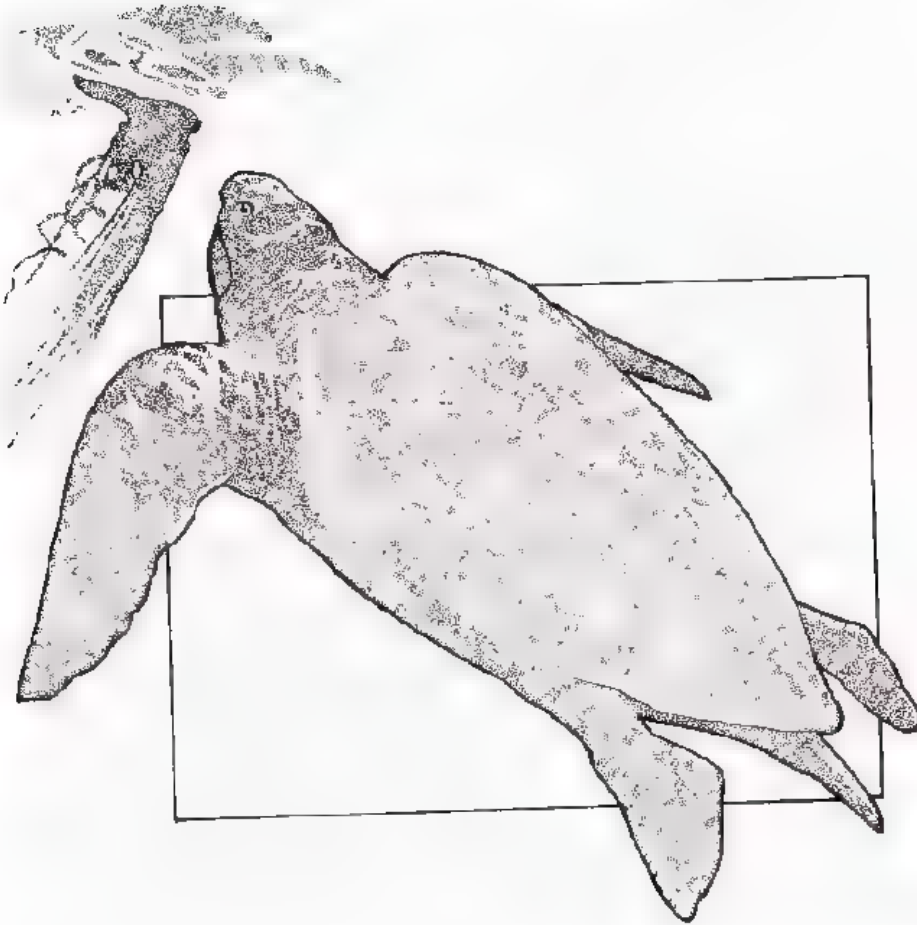
ساحل کو بھی اٹھنے دینے اور گھونسلے بنانے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ لیکن باب ان فی شورو ہنگامے سے گھبرا کر نہیں چھوڑ رہا ہے۔

اولیو رڈے (olivendly) ہندوستان کا سب سے زیادہ عام، اور سب سے چھوٹا آبی کھوٹا ہے، جو دکن کے مشرقی اور مغربی ساحلوں اور شیخ بنگال کے اندر دھان گویا جزیروں میں پایا جاتا ہے۔ سردیوں اور موسم بہار کی بعض مخصوص راتوں میں وہ جنسی ملاپ (mating) اور اٹھنے دینے کے لئے تھیں بڑاڑی، بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ان ساحلوں پر آتے ہیں۔ اس سرگرمی کو آریبا دیکھتے ہیں۔ سب کوئی زبان کے اس لفظ کا مطلب ہے، آریبا آگاہ۔ (mating) اور اٹھنے دینے کی یہ افوکی دا لویو رڈے یعنی زچہ فی رڈے ہے اور اس کے قریبی رشتے دار، بحر اوقیانوس (atlantic ocean) کے کیپ رڈے کی خصوصیت ہے۔ آریبا ڈاکی راتوں کو آپ چھپائی پر مثل نہیں کئے اب معلوم ہوتا ہے جیسے ریت کا پیچہ کھودوں سے ڈھکا ہو ہو۔ ایک رات میں رکھوں اٹھ دینے جاتے ہیں۔ اس طرح کم سے کم کچھ اٹھنے تو ڈھکڑیوں کا نوالہ بننے سے بچا ہی جاتے ہیں۔ وگوں کا کہنا ہے کہ جب وہ کھوے بڑاڑے دیتے ہیں، جب کہیں جا کر حد سے حد ایک اٹھ لایا ہوتا ہے جس سے لکھ ہوا کھو سن بلوغ تک پہنچتا ہے۔ ہندوستان میں سب سے مشہور کھو چھپائی کا نام ہے گا بیئر مٹھ۔ یہ چھپائی تریسر کے پھیلاؤ کی پادک کے محفوظ علاقہ میں ہے۔ ایک دفعہ ہم نے خود اپنی آنکھوں سے جیس بڑاڑ کھووں کو میٹنگ (mating) کے لئے ساحل پر آتے دیکھا تھا۔ لیکن سنا ہے کہ اس ایک رات پہلے تو پورے دو لاکھ کھوے وہاں اٹھنے دینے آئے تھے!!

انسان ایک عمر سے تک اولیو رڈے (زینونی رڈے) نام کے کھوے، اور کھووں کی ایک ورسم یعنی لوگر ہینڈ نامی آبی کھوے میں تیز میں کر سکا، انہیں ایک ہی بھتارہ۔ جانا کہ رڈے کی مائی صرف آدھے میٹر تک ہوتی ہے، جبکہ لوگر ہینڈ تو اکثر بڑھتے بڑھتے ایک میٹر تک بڑھ جاتا ہے۔ یہی نہیں، بلکہ رڈے کا خول بڑی، نیکل سرس رنگ کا اور سر چھوٹا ہوتا ہے اور لوگر ہینڈ کا خول سرخی مائل بحور اور سر بے حد بڑا ہوتا ہے۔ لیکن ان دونوں قسم کی عادتیں اور ضرورتیں بڑی حد تک ایک جیسی ہوتی ہیں۔ اسی لئے تو قدرت نے اب ہندوستان کیا ہے کہ رڈے ہندوستانی ساحلوں پر عام ہے تو لوگر ہینڈ یہاں شاذ و نادر ہی ملتا ہے۔

سمندری کھوے سال کا بڑا حصہ سمندر میں جاتے ہیں۔ صرف اٹھ دینے کے لئے ساحل پر آتے ہیں اگر آپ کو سمندری کھو اپنا گھر دنا کھو دنا اٹھ دینا ہو انظر جائے تو مجھے گا پ نے قدر کا ایک مچھر 10 کچھ دیا۔! بدد کھو ایک دفعہ اٹھ دینا شروع کر دے تو پھر کسی قسم کی چھیز چھازی داخل انداز ہی برداشت نہیں کر سکتی۔ اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہتے رہتے ہیں، جانتے ہوا ان آنسوؤں کی وجہ سے ایک طرف تو اس کی آنکھوں سے وہ ساہو

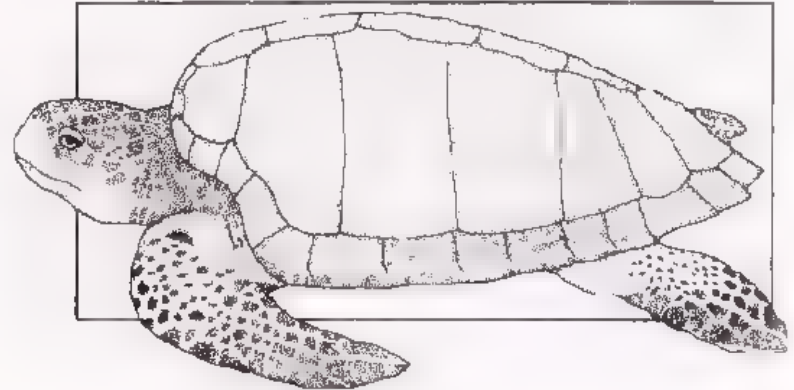
ایک جا ہی پتہ کھو سمندر کی گہرائیوں میں اپنی برکت دینا یعنی کھراک جی (Jelly fish) کی تاک میں۔





ریت، نقلی، رہتی ہے جو وہ خود ہی مستقل چاروں طرف پھیرتی جاتی ہے، اور دوسری طرف ان آنسوؤں کے ساتھ ساتھ اس کے جسم سے وہ فاصلہ تک بھی نکل جاتا ہے جو سمندر میں بنائے ہوئے دونوں میں اس کے بدن میں جذب ہوتا رہا تھا۔ اٹھنے دینے کے بعد وہ اپنے اس ٹھکانے کو بڑی محنت اور بہت احتیاط سے ریت سے ڈھک دیتی ہے اور اس کے بعد بڑے جتن سے سے اسی طرح کرتی ہے۔ آگے پیچھے جھول جھول کر، ملک ملک کر، جیسے کوئی بے ڈھنگا اور اتاری رقص ناچ رہا ہو۔

اٹھنے سے باہر نکلنے کے بعد نئے نئے کھوے اس ٹھکانے سے نکل کر سیدھے سمندر کا رخ کرتے ہیں۔ ہمیں کچھ عرصہ پہلے تک اس بات کا صحیح اندازہ نہیں تھا کہ پیدا ہونے کے بعد سے بڑے، یعنی بالغ ہونے تک کھوے سمندر میں کتنا عرصہ گزارتا ہے۔ چھاننے یہ نئے نئے کھوے سمندر میں زندہ کیسے رہ جاتے ہیں؟ آبی کھوؤں کے مشورہ ڈاکٹر آرچی کاربرسوں کی چھان بین، مطالعے اور تحقیق کے بعد ان کم شدہ برسوں کی قسمی سلجھنے میں کامیاب ہوئے۔ ان آنسوؤں نے اپنی چھان بین کی مدد سے معلوم کیا ہے کہ چھوٹے چھوٹے ہرے آبی کھوے کھوؤں کے ان ٹھکانوں، ان گہرے ندوں، ریت نکل کر سیدھے سمندر کے ایسے حصوں میں جاتے ہیں جہاں پانی کی مختلف دھاراں گہریں کرتی ہیں اور اپنے ساتھ سمندری پودے چھوٹے موٹے جانور اور لکڑی کی پچھیاں وغیرہ ہمارے لاتی ہیں۔ اور اس طرح ان علاقوں جانا پر صاف ہوئے (olive ridley turtle) سمندری کھوے ہندوستان کے مشرقی ساحل اور مغربی ساحل کے قریب اور لیبیوں کے ارد گرد پھلپھاتے اٹھنے دینے کے لئے۔ کچھ بڑوں کی تعدادیں مشرقی ساحل پر آتے ہیں۔



میں ”انوکھی سمندری ریتیاں“ سی قائم ہو جاتی ہیں، جہاں یہ نئے نئے کھوے سمندروں کے انھیں ”ہالک گھروں“ میں پتے پڑتے ہیں۔

دوسری کئی قسموں کے کھوے بھی جتنی کے لئے اور اٹھنے دینے کے لئے بڑی تعداد میں ایک ساتھ آتے ہیں۔ نیس، رڈلے، کھوے کے انوکھے اور لا جواب آریاوا سے بھلا ان کا کیا مقابلہ ادویاں کا پاس، عجیب سی لوپر کو اٹھی ہوئی ہاک اور بڑے سے سخت خول والا دریائی ترپین (terrapin) بھی اٹھنے دینے کا کام گروہوں میں کرتا ہے۔ یہ کھوے مشرقی ہندوستان اور اورس سے بھی زیادہ مشرق بعید کے بعض ممالک کے دریاؤں کے ڈیلٹوں میں پیدا ہوتا ہے ملک کے شوقین زراعتین کھوے کو، بد قسمتی سے، بہت بڑی تعداد میں مار گیا ہے اور اب یہ قسم بڑی حد تک کمیاب ہو گئی ہے۔ یہ کھوے پتلیوں اور چرنگ کے درخت کے پھلوں پر گزارا کرتا ہے جو دریاؤں کی ڈیلٹوں کے قریب وجوار کے کھارے ماحول میں خوب ملتے ہیں۔ لیکن انسان کا انحصار ہے کہ چرنگ بھرے جنگلوں کی ضرورت سمجھ اور آپ کو زیادہ ہے، اس لئے وہ جانوروں کے ان ٹھکانوں کو اپنا رہا ہے۔

دریائی تراپین کھوے کا جسم عام طور پر پانی کے اندر ہی مسموم خوردہ کو اٹھنے دینے کا پانی کی سطح کے اوپر رہتی ہے جس سے اسے سانس لینے میں مدد ملتی ہے۔



## انسان کے ساتھ رہائش

انسان تو قدیم زمانے سے آبی کھجوں کو استعمال کرتا رہا ہے۔ کبھی اسے کھانا، کبھی اس سے زیور بنائے، کبھی دوائیں تیار کیں، اور کبھی اسے پالتو جانور کی طرح سدھایا اور پالا۔ زیادہ تر آبی کھجوں کا خول بہت سخت ہوتا ہے، اسلئے اس جانور کے آثار صدیوں تک صحیح سالم رہتے ہیں، اور بہت سی عملی تاریخی ریسروں کی کھدائی تک میں ملے ہیں۔ قدیم مصر کے لوگ کھجوں کو برائشگون مانتے تھے اور اکثر اپنے معبود کی عبادت کرتے ہوئے گایا کرتے تھے۔

شہنشاہوں کے شاہ راز، زمرہ ہار۔ سب کھجوں مردہ ہار۔

ہندوؤں کی نظر میں کھجوا تو یادداشتوں کا گواہ ہے اور قدیم مصوری کے اکثر نمونوں اور مندروں کے نقش و نگار میں بھی نظر آتا ہے۔ اور قدیم قصوں کہانیوں میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔ ہندوؤں کی قدیم تحریروں میں لکھا ہے کہ ہماری دھرتی تو ایک عظیم الشان آبی کھجوا اپنی پینہ پر سنبھالے ہوئے ہے جس سے کتا کر حیرت ہوگی کہ شالی امریکہ کے ریٹائرڈ این لوگوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اور پختی و استخوان کے مطابق نو دنیا کو تخلیق ہی کیے ایک قدیم آبی کھجوں کو (kwei) نے، جسے شمالی مستطیل کا مالک اور دیوتا بھی کہا جاتا ہے اور تباہی تو وہ دینے کے کسی کو نہ بھی کیوں نہ ہوں، یہی سمجھتے ہیں کہ ان کا شجر دیانی کے کھجوں سے ہی ملتا ہے۔ جسے توہ آبی کھجوں کا گوشت نہیں کھاتے، اس کے باوجود آبی کھجوں کو دین پھر میں بڑے پیمانے پر مارا جاتا ہے۔ اس کی مختلف وجوہات ہیں۔ آبی کھجوں کے گوشت میں پروٹین بہت زیادہ مقدار میں پائی جاتی ہے، اور پھر یہ سستا بھی ہوتا ہے اس لئے مشرقی ہندوستان کے اکثر علاقوں میں کھایا جاتا ہے۔ بڑے بوڑھوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے کوئی بچہ اس سال پہلے تک دیکھا کہ ان میں بہت بڑے آبی کھجوں سے صبر سے دیکھے ہیں۔ لیکن اب یہ صورت نہیں ہے۔ اب تو انسان نے پانی کے کھجوں کو تقریباً ختم ہی کر دیا ہے۔ بڑے پیمانے پر پھیلیں پکڑ کر، کھجوں کے بڑے کھانے کے لئے ان انڈوں کے لٹکائوں اور ڈھروں پر حملہ کر کے، اور دیوؤں پر زور و اثر (پانی کے ذخیرے) ہٹا کر اور ہندو ہاتھ کر اس کے حدود درمیان کے پانی میں ہر قسم کی عدم تحلیلی چھینک کر اس نے کو مراد کیا ہے۔ اس کے کھجوں کی بہت بڑی موتی ہے بہت دکھ کی بات ہے یہ! کیونکہ کھجوں تو ہمارے ماحول کے لئے بہت قیمتی اور فائدہ مند ہوتے ہیں!

اکثر بڑے بیکاروں اور مفلور و فقیر ہیں تو بڑے بڑے تاروں میں کھجوں پالے جاتے ہیں جنوب مشرقی ہندو دیش چٹا گاون میں مسلمانوں کی ایک خانقاہ میں ہم نے بیٹھے پانی کے بہت بڑے بڑے کھجوں بھی دیکھے ہیں۔ اور کسی قدر باز و خردل سے پائے جاتے ہیں وہ ادھار کے بوگوں کا عقیدہ ہے کہ کھجوں کو بیدار روح، یا جن میں جنسیں کسی سا، صدف نے، کسی درویش نے سزا کے طور پر کھوا بنا دیا ہے۔ یعنی جن ہوں یا بد روح یا جو بھی ہوں، بیک تو یہ ہے کہ یہ

کھجوں بہترینوں کے اور ڈانڈوں کی توجہ کا مرکز بنے رہتے ہیں اور خوب تر مل لاتے ہیں۔

ہندوستانی لوگ مرنے والوں کی رشتوں کو ایک عرصے سے لنگائیں بہتے رہے ہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ مگر چھ اور آبی کھجوں انہیں لنگائے لنگادیں گے ورنہ لوگ تو آبی کھجوں کی اس عادت کو بہت پسند کرتے ہیں۔ بنگال میں تو ایک کہلات ہے کہ اگر جی کے جلوس کا شور اور رام رام سترہ ہے کی جاپ اور نعرے سنتے ہی کھجوں کے کلان کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لیکن اب لنگائیں آبی کھجوں کی وہ میں بیکل کھاتے ہیں کہ وہ درمیان کی صفائی کے وعدہ داری کو چھٹی طرح بھی نہیں کھاتے کہ وہ ہے کہ بھارت سرکار نے اب کھجوں کی (mating) اور انڈے دینے کا پروگرام مرتب کیا ہے۔ تاکہ زرا پر اب بونے پر انہیں درمیان میں ڈال کر، درمیان میں ان کی آبادی کو پھر سے بحال کیا جاسکے۔

پانی کے کھجوں ہمیں اور بھی کئی طرح فائدہ پہنچاتے ہیں۔ وہ پانی کی بھڑائیوں کو کھاتے ہیں، اور گویا سرس پانی کے ذخیروں کو صاف کرتے رہتے ہیں۔ ہرے کھجوں کو تو بچاؤ پر سمندری گائیں کہا جاتا ہے، کیوں کہ ان کا دل پسند کھانا ہے سمندری لٹکائیں۔ وہ اس طرح اس بیکار لنگان بیونس اور ان بیکار بھڑائیوں کو قیمتی اور مفید گوشت میں بدل دیتے ہیں جو سمندر کے ساحلی علاقوں اور جزیروں میں رہتے وے قبائلیوں کی خوراک کا اہم حصہ بن جاتا ہے۔ ان لوگوں کو عام طور پر اور کسی قسم کا گوشت نصیب



و شتو نے مرث سے بھری گاگر کو سمندر سے لگانے کے لئے دو بیکل آبی کھجوں کے ساتھ روپ دھارن کر کے سمندر میں چھلانگ لگائی تھی۔

891 439301



Acc. No. P-31063



ہی نہیں ہوتا۔ یہی نہیں بلکہ آبی پکھوے گھو گھول اور کیرے کھڑوں کو نالہ بنا کر ان سے پھینکے ان بہت سی بیماریوں کو بھی کنٹرول کرتے رہتے ہیں۔

ہم پکھوں اور آبی پکھوں کا مطالعہ کرنے کے لئے محدود طریقے اپناتے رہے ہیں۔ پچھلے زمانے میں تو انسان اس جانور کا مطالعہ کرنے کے صرف ایک طریقے سے وقف تھا۔ سہ کا نوراور دیکھ لو لیکن اب اس طریقے سے پرہیز کیا جاتا ہے، کیوں کہ اس نقصان بھی ہوتا ہے، اور یوں بھی بڑی بے دردی کی بات ہے یہ! آبی پکھوں کی نقل و حرکت کا پتہ نشان لگانے کے لئے اب ہم اس کے خول میں ڈوری یا تانت پاندھ دیتے ہیں۔ سب دودھ دہلی پکھوں میں فرق کرنے کے لئے ان کے خول پر نشان بھی لگا سکتے ہیں، دندائے سے بھی کاٹ سکتے ہیں۔ پھلے، دندے کا طریقہ بھی استعمال کرتا ممکن ہے۔ پکھوے کی اگلی ٹانگ پر پلاسٹک دھات کا کلز پاندھ دیا جاتا ہے، کبھی کبھی اس پر تار یا ہار بھی لکھ دیتے ہیں۔ باہرین حیوانات مادہ پکھوے کا انکسارے کر کے دیکھ لیتے ہیں کہ وہ کتنے اٹھ دینے والے ہے۔ لیکن جب پکھوے اور آبی پکھوے دور نکل جائیں، تب ان کی نقل و حرکت پر کیسے نظر رکھیں؟ اس کا مطالعہ کرنا بھی مشکل نہیں ہے۔ جانور کے بدن پر ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر چکڑا دیتے۔ اس کا یہ ہوائی سگنل ریسیور پر ہم تک پہنچ جاتا ہے۔ ان سب ترکیبوں کی مدد سے ہمارے لئے ٹرنش بائیو لوئی کے بارے میں ضروری حقائق حاصل کرنا بھی آسان ہو گیا ہے اور ان کی حفاظت کے طریقے جاننے میں بھی مدد ملی ہے۔

بریلانی کے وہاٹے پر

بہت قریب کی بات ہے کہ وہ جانور جو تین کروڑ سال سے اس دنیا میں موجود ہے جس نے اپنا مور جیسے دو بیکہ دیکھنے والے جانوروں کے دور کو بھی سہا دیا، اور ہندائی وحشی انسان کا سب سے بھی بھیل لیا، سہ سہ، مذہب انسان کے ہاتھوں اسے بڑے خطرے کا سامنا ہے۔ کہتے ہیں کہ انسان ان آبی پکھوؤں کے جسم کا ہر حصہ استعمال میں لارہا ہے اس کا گوشت چربی، ہڈیاں، خول، دھ، خون غرض ہر حصہ انسان کے لئے قیمتی اور ضروری ہے آبی پکھوے کے جسم کے مختلف حصوں سے طرح طرح کی دوائیں بنتی ہیں، اور لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ دوا سیر اور بد ہضمی وغیرہ جیسی کئی بیماریوں کا بہترین علاج ہیں۔ دیکھتے ہیں تو ابھی تک اس کی کوئی مثال دیکھی نہیں آبی پکھوں کو طرح طرح سے، اور بڑی پھردی سے مارا جاتا ہے، کبھی بھی تو ان کی پشت کو توڑ کر، انہیں دھبسی سنگ پر پکاتے ہیں، تاکہ گوشت خول کے اندر لپک جائے۔ بڑے ہڈیوں کی منڈیوں میں بکھنے والے پکھوؤں کے خول کا اندرونی حصہ یعنی حکم پوش کاٹ دیا جاتا ہے، تاکہ گلاب اپنی اپنی پسند کی تراش دار پکھو اپنند کر سکیں۔ تارل ہڈوں کے شریٹھ کی کورن میں تو ابھی کچھ دن پہلے تک سمندری پکھوؤں کا خون پینے والوں کی مصیبت قائم تھی۔ یہ لوگ سمندری پکھوے کا خون پیتے تھے! ان کا کہنا ہے کہ یہ

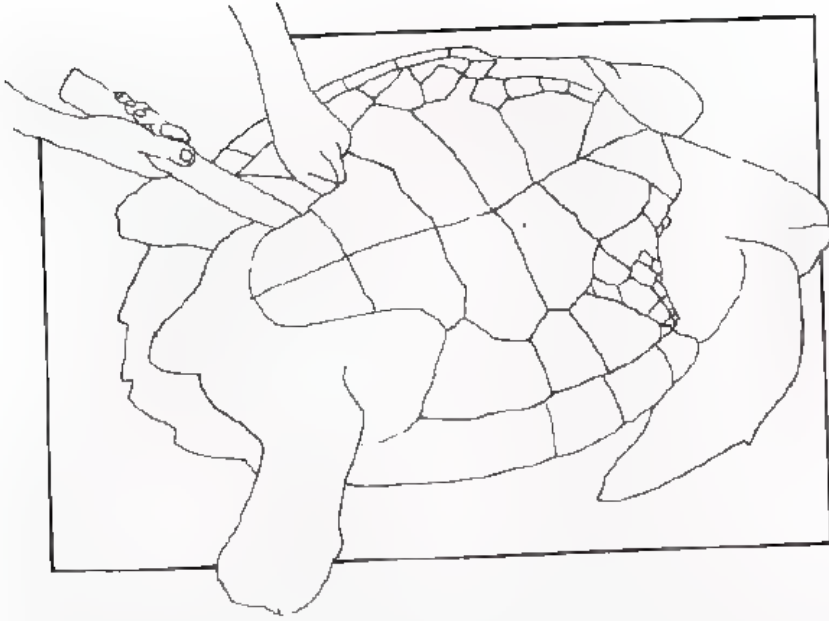
انسان کی صحت کے لئے بہت مفید ہوتا ہے!

کیا آبی پکھوں جیسے جانوروں کو گوشت حاصل کرنے کے لئے مارنا مناسب ہے؟ ضرور! لیکن شرط یہ ہے کہ سہ سہ ہی ان کا کاغذہ پالنے پونش کر کے ان کی نسل کو بڑھا دیا جائے، ان کے فارم قائم کیے جائیں۔ یہ دیکھنے والے سہ سہ کے ایک ہرے آبی پکھوے سے ایک دو نہیں، سو کلو گرام بڑھیا گوشت حاصل ہو سکتا ہے۔ دنیا بھر میں سہ سہ قباہی تو پروٹین صرف پکھوے کے گوشت ہی سے حاصل کر پاتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ صرف اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے گتے چنے جانوروں کا خون کرتے ہیں، اور سہ سہ کو مار دیا، دوسرا سہ سہ ہی اس جانور کی ہڈیوں کی، اس کی آہوی کی حفاظت کے میں بن جاتے ہیں، جسے وہ کھاتے ہیں۔ یہ تو ہم مذہب لوگ ہیں جو اپنے لالچ کی خاطر جنگلوں اور جنگلی جانوروں کی قدرت کے دے ہوئے ان قیمتی تحفوں کی بربادی کرتے ہوئے ہیں۔ چری پشت آبی پکھوے کا گوشت مزے دار نہیں ہوتا، لیکن اس کا تیل لگا دیا جاتا ہے اور جانتے ہوئے تیل کہاں استعمال ہوتا ہے؟ گلابی کے سامان کی داری اور لٹینوں کی پالش کرنے کے لئے!! تیل کی خاطر جان سے ہاتھ دھونے کا خطرہ تو ہے ہی اس سے بھی بڑا خطرہ پلاسٹک کی چھوٹی چھوٹی تھیلیاں ہیں جو پانی پر تیرتی نظر آتی ہیں۔ (چری پشت) آبی پکھوے ان تھیلیوں کو جیلی فٹن سمجھ کر غرضی خوشی لگتے ہیں، اور مر جاتے ہیں۔ بھائی خدہ را سہ سہ روں کو اس قسم کے کڑے کرکٹ سے محفوظ رکھو!

پکھوؤں اور آبی پکھوؤں کی بہت سی قسمیں برہاد ہو کر ختم ہو چکی ہیں اور بہت سی ختم ہونے والی ہیں، معدوم

اب جانوروں والا آبی پکھو لکھنے والی لوگ صرف پکھو لکھتے ہیں۔ حقیقت میں یہ بہت خراب صورت ہوتا ہے۔





الٹا آبی کھڑا میز چاقو سے اس روئے کا ٹھیکہ (plachon) کاٹ کر اس غریب کریم لیل مارا جا رہا ہے۔  
عائشہ بی بی ہو گئے۔

اگر ہم آبی کھڑا بطور خوراک استعمال کرتے رہنا چاہیں تو ہمیں ان کی غار تک کرنا ہوگی۔ اب بہت سے ملکوں میں یہ کام ہو رہا ہے آبی کھڑوں کی غار تک اس لئے بھی کی جا رہی ہے کہ افزائش نسل کر کے انہیں ان کے جنگلی ماحول میں بھی بچا دیا جائے، کیوں کہ یہ جانور قحط کے سلسلہ عمل کی ہم کڑی ہے۔ سنہل سے ملتی ہوئی گل کی جنوبی حرکت کے پانی کی جھلائی یا کسٹھ (hyacinth) آج دنیا کے اکثر علاقوں کے لئے ایک مصیبت، ایک غدا اب بن گئی ہے یہ جگہ جگہ پستے پانی کی زحاروں کے لئے روک بن جاتی ہے، اور پھروں، اور پھروں سے پھیلنے والی بیماریوں کا پھیلنے کا ذریعہ بن گئی ہے۔ دوسری طرف ہمارے تاروں اور دریاؤں میں رہنے والے اکثر آبی کھڑے نہ صرف اس بھاری کو کھاتے ہیں، بلکہ پھروں کا بھی ضیاع کر دیتے ہیں۔ ہم کھوپا سن کے ذریعے یا کسٹھ بھاریوں سے بھرے ہوئے ان علاقوں میں طیرا جیسی بیماریوں کی روک تھام کر سکتے ہیں۔

ہماری منڈیوں میں زیادہ تر بکنے والے آبی کھڑے بد قسمتی سے جنگل کے کھوئے ہوئے ہیں۔ ہندوستان کے مشرقی ساحلوں پر ہزاروں کی تعداد میں سمندری کھڑے پکڑے جاتے ہیں۔ انہیں پکڑنے کے لئے جہیں پکڑنے والا

ہو جانے کے خطرے کے دبانے پر ہیں۔ اس کے باوجود اب امید کی بجلی سی کرن نظر آنے لگی ہے۔ کچھ چند برسوں میں ہم نے آبی کھڑوں کی قدرتی تاریخ کا بھی کافی علم حاصل کیا ہے۔ انسان نے اس مسئلے میں بہت کچھ معلومات حاصل کی ہیں کہ ان کا وجود کس قدر خطرے میں ہے، اور اب ہماری دنیا میں انسان انہیں بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ سمندری کھڑوں کے انڈوں کو چھپانوں سے بچ کر کے محفوظ جگہوں میں رکھا جاتا ہے، جہاں ان سے نئے نئے کھڑے نکالے جاتے ہیں۔ لیبارٹریوں میں تنخواہ دار انڈوں سے 90 یصد تک بچے نکل آتے ہیں اور ان میں زیادہ تر بچے بھی جاتے ہیں اور رفتہ رفتہ بڑے بڑے کھڑے بن جاتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے آبی کھڑوں کو سمندر میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ایسا کرنا بہت ضروری ہے، ورنہ کھڑوں کے انڈوں کی بڑی تعداد انسانوں، کتوں اور جنگلی شکاری جانوروں کے ہاتھوں برباد ہو جاتی ہے۔ ان سے بچنے کے لئے ہی نہیں آبی۔ بعض دفعہ نئے نئے نوآباد کھڑوں کو لگی بیٹے، بلکہ سال سوا سال کا ہونے کے بعد سمندر میں چھوڑا جاتا ہے، تاکہ وہ اپنے بڑے ہو چکے ہوں کہ پنے ان روشنیوں کا مقابلہ کر سکیں، اسے کہتے ہیں ہیڈ اسٹار ٹنگ۔ ہاں ایک بات یاد رکھیے گا۔ یہ بات خاص ہی میں دریافت ہوئی ہے۔ یہ ۳۰ ہے کہ انڈے جس درجہ حرارت میں تیار ہوتے ہیں، اس کا اثر آبی کھڑوں کی جنس پر پڑتا ہے۔ اس لئے اگر احتیاط نہ برتی گئی تو انڈوں سے بچے نکالنے والی یہ لیبارٹریاں پانی کے ان آبی کھڑوں کی آبادی کو فائدے کی بجائے نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ یہی گردش حرارت کم ہونے کی وجہ سے صرف سردیادورہ حرارت زیادہ ہو جانے کی وجہ سے صرف مادہ کھوپا پیدا ہو تو یقیناً بہت نقصان ہو جائے گا کچھ ساحلہ والوں کو شبہ ہے کہ ہیڈ اسٹار ٹنگ کے ذریعہ پیدا ہونے والے آبی کھڑے کچھ پالتو قسم کے، ڈر کچھ بڑے ہو جاتے ہیں اور قدرتی حالات کا مقابلہ کرنے اور ہر حال میں زندہ رہنے کی ان کی قدرتی صلاحیت مر

تی جاتی ہے۔ کچھ علاقے اور بستیاں انسان کی پہنچ سے دور ہیں۔ وہاں پانی کے کھڑوں کی آبادی ان علاقوں اور بستیوں کے مقابلے میں بہت گھٹان ہے، جہاں انسانی آبادی زیادہ ہے۔ انسانی سرگرمیاں نہ ہونے کی وجہ سے ان علاقوں کا ماحول پرانہ نہیں ہوا ہے۔ آبی کھڑوں کی جنس قسمیں صرف، ایک خاص قسم کے ماحول اور علاقے میں رہ سکتی ہیں۔ اس کی ایک مثال ہے بڑے سائز کا دریائی تیرا پین (terrapin) جو چرنگ کے جنگلوں میں پیدا جاتا ہے۔ ایک نہایت عجیب و غریب رنگت کے مشرق کی سالمٹ لیک اور دلدل سمندریں کے چرنگ بیڑوں سے بھرے جنگلوں سے ہی ہوتی تھی۔ تب دریائی تیرا پین (terrapin) وہاں رہتے تھے لیکن قریب سو سال پہلے اس جنگل اور دلدل کو جوڑنے والی کچھ کھڑیوں کا مہم بند کر کے چھیلوں کے بڑے بڑے ڈاب بنائے گئے اور ہانسی مکان بنانے کے لئے بھی ان کھڑیوں کا مہم دونوں طرف سے بند کر کے، انہیں سکھا دیا گیا۔ سرچھانے کے ٹھکانے اور کھانے کے سامان سے محروم ہو کر تیرا پین اس علاقے سے



## مگر پیچھ



مشرقی افریقہ کا بڑا مگر پیچھ

جال استعمال کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ حرکت خلاف قانون ہے۔ بندری میں جانے والے ان کھوہوں میں سے کچھ تو مغربی بحال کی منزلوں میں پک جاتے ہیں۔ اور کچھ دم گھٹ کر مر جاتے ہیں۔ ان سرورہ کھوہوں کو جال سے نکال کر بیکنگ دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ سمندر کی لہریں ان کے بے جان جسموں کو چوبائندوں پر پھینک دیتی ہیں۔ ساحلی علاقوں میں رہنے والے بعض لوگ سمندری کھوہ کو پکڑنے کے لئے مارہ اور چٹک بھلی (remora) استعمال کرتے ہیں۔ سمندر میں کھوہے نظر آتے ہی پھیرے مار یا چٹک بھلیوں کو سمندر میں اتار دیتے ہیں، اور وہ فوراً ہی کسی نہ کسی بڑے کھوہے سے چپک جاتی ہیں۔ چار چھ ریورامچلیاں کھوہے کے بدن سے چپک جائیں تو یہ بڑی کھوہاں سے بچ کر نکلیں ہی نہیں سکتا۔ بعض دوسرے ملکوں میں پھیرے بچھارے کے لئے لکڑی کے کھوہے استعمال کرتے ہیں، تاکہ نہ کھوہے ان کھوہوں کو مارہ کچھ کر پھیروں کی کشتیوں کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔ جب یہ سمندری کھوہے تیرتے ہوئے کشتی کے قریب آ جاتے ہیں تو بخداری انہیں ہاتھوں سے پکڑ لیتے ہیں یا برسے کی فٹل کے مزے ہوئے ٹھار کا ٹٹوں میں پھنسا کر ان کا دکھار کر بیچتے ہیں۔ انسان تو بچارے چھوٹی نسل کے کھوہوں کو بھی سکون سے جینے نہیں دیتا۔ جنوبی ہندوستان میں تو گھونگھے اور پکی کے سان کی دوکانوں میں دوسری نادرانگو کی چیزوں کے ساتھ تارا کھوہے (star tortoise) کے خول بھی بکتے ہیں۔

زمین پر بسنے والے کھوہوں کو پکڑ کر یا تو جانور کی طرح فروخت کیا جاتا ہے، جو ان بچارے سے کھوہوں کے حق میں اچھا نہیں ہے۔ بھی دیکھتے نہ بیسے پا تو جانور عام طور پر بچوں کے لئے خریدے جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ بچوں کو کیا معلوم کہ ان کی دیکھ بھال کیسے کی جاتی ہے۔ اس لئے یہ غریب پالتو راڈے اکثر مر جاتے ہیں۔ کھوہوں اور آبی کھوہوں کو آپ صرف ایک مختصر مدت کے لئے تو پھیل پالنے کے حوض یا ایسی ہی کسی دوسری جگہ مثلاً آکویریم میں رکھ سکتے ہیں اور وہ بھی صرف اس صورت میں جب ان جگہوں کا ماحول قدرتی کھوہوں کے ماحول سے ملتا جلتا ہو۔ جینے کا تازہ پانی تو ہر قسم کے کھوہوں کے لئے مہیا کر دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ پانی سے بھانگنے والے سمراٹی کھوہوں کو بھی تازہ پانی چاہئے۔ آبی کھوہوں کی زیادہ تر قسمیں چھوٹے موٹے ہی مگر ایسے زندہ جانور کھانا پسند کرتے ہیں، جنہیں وہ آسانی سے پکڑ سکیں اور بری کھوہے ریلے پھلوں اور پتیوں کے رسیا ہوتے ہیں۔

ہمیں۔۔۔ ہم سب کو۔۔۔ ہر ممکن کوشش کرنا چاہئے کہ ہمارے ملک میں پائے جانے والے کھوہوں، درجنی کھوہوں کی تسلیں تھمڑ ہوئے نہ ہوں۔ دوست اگر تمہیں اس خوبصورت اور گارآمد جانور سے دلچسپی ہو گئی ہے تو اس کے بارے میں اور بھی بہت کچھ پڑھو، چڑیا گروں میں جا کر اور موقع ملے تو در اس کرو کو ڈائریکٹ ملک میں جا کر انہیں قریب سے دیکھو، اور تالابوں اور دریاؤں میں تلاش کرو کہ ان کے بارے میں اور معلومات حاصل کرنا چاہتے ہو تو فوراً قلم غدار مدد رس کرو کو ڈاک کی بک کو خط لکھ بھیجو۔ آبی کھوہوں کا مطالعہ کرنے میں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ تیزی سے بھاگ کر نہیں جاسکتے۔

چوڑے بڑے دانت، جڑ کیوں جیسے اجمادوں سے ڈھکی ہوئی چڑی جیسے کوئی تہ زہرہ بکھر کر چمکے کو ایک نظر دیکھ کر تو یہ خیال نہیں آتا ہے۔ ہم نے بچپن سے مگر چھوٹے بارے میں جتنی کہانیاں پڑھیں یا سنی ہیں، ان کی روشنی میں تو ایک ایسے جانور کی تصویر ابھرتی ہے، جسے دیکھ کر کراہیت آئے، گھن سی محسوس ہو۔ لیکن جن لوگوں نے قریب



مگر چمک سب سے زیادہ بڑا نام غول ہے۔ 1834ء میں بنی ہوئی پہلی تصویر 'دی نوریل انیول' (The Oriental Annual) 27 پے سے لی گئی ہے۔ اس میں یہ جانور باجی پر کاپا ہوا دکھایا گیا ہے۔

سے اس جانور کا معائنہ کیا ہے ان کا خیال اس سے بالکل مختلف ہے۔ ہندوستانی مگر چھوٹوں کی تینوں قسموں کے بارے میں یہاں ہم نے جو کچھ لکھا ہے، اسے پڑھ لو، پھر خود ہی فیصلہ کر لو۔ ہو سکتا ہے ہماری طرح تم بھی انجام، کارپانی کے اس راجہ کے گمن گاتے نظر آؤ اسب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ مگر چمک کی اور انسان کی بہت سی عادات ہیں، بہت سی خصوصیات، ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ اس کی سونگھنے اور سننے کی صلاحیت بہت تیز ہے، اور دیکھنے کی جتنی ہے۔ اور ہاں یہ ڈر زور سے آوازیں بھی نکال سکتا ہے، اور ایک دوسرے کے بچاوتے دیکھ بھال اور حفاظت کرتے ہیں۔ بالکل ہماری طرح!

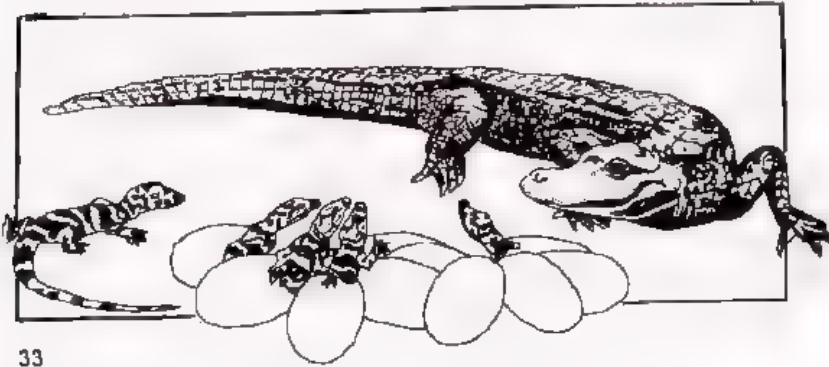
### مگر چمک اور دوسرا مگر چمک

مگر چمک حیران کن چمک پانی کا مگر چمک ہے، جو ملک کے تقریباً سب ہی علاقوں کے چشموں، وادیوں، جھیلوں اور تالابوں میں پایا جاتا ہے۔ ریگتے والے اس جانور کی کمال کھردری ہوتی ہے اور لمبائی چار میٹر (13 فٹ) تک، بلکہ اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔ بیض مگر چھوٹے کا وزن تو تین سو کلو گرام تک ہو جاتا ہے۔

ہم نے مگر کو مختلف قسم کے جانوروں کو پکڑنے اور کھاتے دیکھا ہے۔ چھوٹی عمر کے مگر چمک لگانے میں بہت ماہر ہوتے ہیں وہ تیزی سے پانی سے اٹھیں کر ڈرنگن قلابی پکڑتے ہیں اور چھوٹے لنگڑے، پھلیاں اور مینڈک تو پکڑ پکڑ کر دعوت لڑاتے ہی رہتے ہیں جب عمر اور سائز میں بڑے ہو جاتے ہیں تو مینڈک غیر، تو کھاتے ہی ہیں، مگر زیادہ تر سانپ، بے دمے اور چمکے پکڑ کر بیٹ کی آگ بجھاتے ہیں۔ حرید بڑا ہونے پر تو مگر، جنگلی سورا اور ہرن تک پکڑ لیتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ پانی میں بہتے ہوئے، یا ساحل کے قریب پڑے ہوئے مردہ جانور بھی کھاتا ہے۔ اس طرح گویا یہ ماحول کی صفائی میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ چھٹی تو مگر خوراک کا ایک بہت اہم حصہ ہے۔ جب گرم موسم میں خشکے اور تالاب سوکھنے لگتے ہیں تو انھیں پانی میں جمی پکڑنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔

مگر چمک کو عام طور پر اندازہ ہوتا ہے کہ کتنے بڑے جانور تک پر قابو پا سکتا ہے، اور اس سے بڑی مخلوق پر وہ شاید ہی کبھی حملہ کرے گا۔ ایک دفعہ مگر چھوٹوں کی پٹائی کے بعد وہ اپنے بچپن میں بہت ہاتھ و پاؤں، مگر تالاب، میں دھوڑا تھا کہ لہانک جیسے بجلی کا کوہ اسارا پکا اور ایک بڑے سے مگر چمک نے اس کا ہاتھ منہ میں دھسا یا، اور آنکھیں چمک

مگر چھوٹوں اور مگر چھوٹوں کی اکثر قسموں میں مادہ مگر چمک حلاوتی مگر چھوٹوں کی مادہ اڑے دینے کے بعد اپنے المول مگر، دمے کی حفاظت کرنے کے لئے اُدر اپنے منہ کو اٹھوں سے لگتے ہیں۔ دہنے کی خاطر ان میں ہر دو پتھر رقی ہے۔



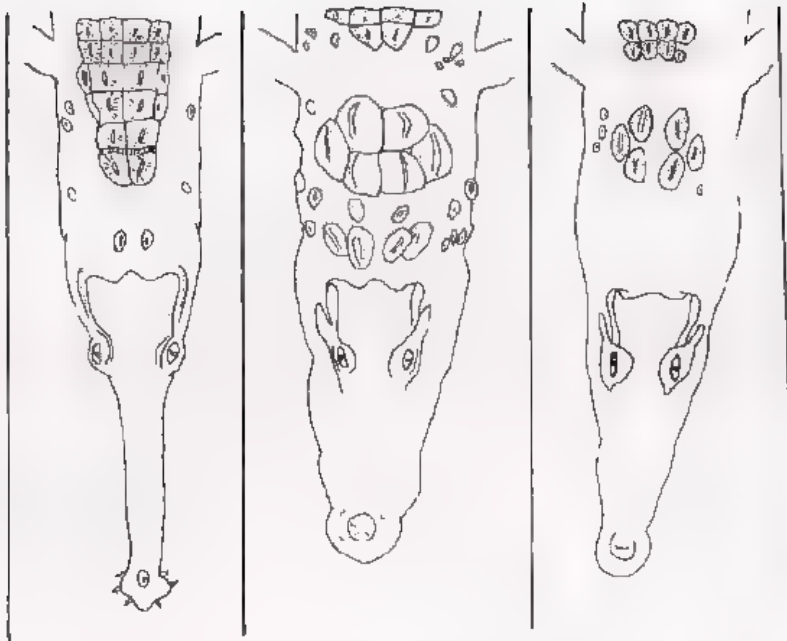


چمک کر، آسو چکا تا ہوا تیزی سے پانی کی سطح کے اوپر اُٹھیا۔ لیکن ان چند لمحوں میں اس نے تیزی سے حالات کا جائزہ لیا اور اس نتیجے پر پہنچ کر کہ یہ بھی یہ شکار تو قہرہ بنانے کے لئے زیادہ ہی بڑا ہے۔ اس نے بہت غری سے میرے دوست روم کام تھ پھوڑ دیا۔ احتیاط کا یہ عالم تھا کہ روم کے ہاتھ پر ہلکی سی غراش تک نہیں گئی۔

ہمارے اس کے گرد کو ڈائیکل بنک میں ہر دن چھ ہزار مگر بچوں کے لئے خوراک مہیا کی جاتی ہے۔ اس کے لئے ہم ہر پختہ ذائقہ، گوشت، چوہے، اور موش کیلئے خریدتے ہیں۔ بچی بات یہ ہے کہ مگر کچھ سٹے بیڑے گر نہیں ہیں، جتنی ہم انہیں سمجھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ آرام طلب جانور ہے، اور اسے خوراک کی صورت میں زیادہ لیندہ صحت کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ وہ تو دن بھر روم میں بڑا رہتا ہے، بیوی کی سطح پر ہلکے کھاتا رہتا ہے۔ اس کی مادہ بھی پستانہ جانوروں (mammals) اور پرندوں کی طرح اور اصرار دوز بھاگ کرتی، بجھتی نہیں بھرتی۔ اس کے علاوہ وہ بے حد سیدھے منہ ہوتا ہے۔ خوراک کا زیادہ تر حصہ ہضم کر لیتا ہے۔ حال ہے جو کچھ بھی برباد ہونے دے۔ اس کا ہضم یہاں جواب ہوتا ہے کہ ہڈیاں تک ہضم کر لیتا ہے۔ جب ہی تو کم خوراک کھا کر بھی مزے میں گزار دیا جاتی ہے۔ مثلاً اگر وہ کو ڈائیکل بنک میں ایک سو پچاس (150) سے بھی زیادہ وزن دار ایک بڑا، مگر کچھ مینے، ہر میں صرف میں کھوشت کھاتا ہے۔ اگلے صاحب اس سے زیادہ تو ایک افسوسناک کہتا ہے۔

ہر سال دسمبر میں بڑے بڑے طاقتور مگر غراؤ اور چیز اچھا بچا کر گویا اپنی طاقت اور جوں مردی کا اظہار کرتے ہیں۔ جڑے کی یہ حرکت، دراصل پانی میں چھپ چھپ کرنے کی تیز ساز ہوئی ہے جو مگر کے پانی کی سطح پر جڑا مارنے سے پیدا ہوتی ہے وہ اپنی دم تیزی سے گھم گھما کر گویا اپنے ٹھکانے اپنی تپتی، کا سناہ کرتے ہیں۔ مباشرت (mating) کے لئے مادہ کی تلاش میں۔ جنسی کا عمل پانی میں ہی ہوتا ہے۔ اور اس کے مینے بھر بعد مادہ مگر کچھ کو بڑے دینے کی فکر سنانے لگتی ہے۔ وہ دریاؤں تالاب کے کنارے کے قریب ہی ریت یا مٹی کا پر سوں اور الگ ٹھکانہ ساسا حل تلاش کرتی ہے، جمال وہ اپنا ٹھکانہ، بنا سکے۔ بعض وقت وہ اپنی پھیلی ہانگوں سے کھود کھود کر کلی ٹھکانے (سوئڈی ہے، جب کہیں جا کر سب سے اچھا گوشہ ملے۔ یہ ٹھکانہ تیار کرنے کے بعد، ایک رات وہاں میں سے تیس بڑے سخت اور سفید اٹھ دیتی ہے۔ پھر بہت احتیاط اور ہوشیاری سے انہیں ریت مٹی سے ڈھک دیتی ہے۔ اس کے اٹھنے مرنے کے انڈوں کے تقریباً تین گنا بڑے ہوتے ہیں۔

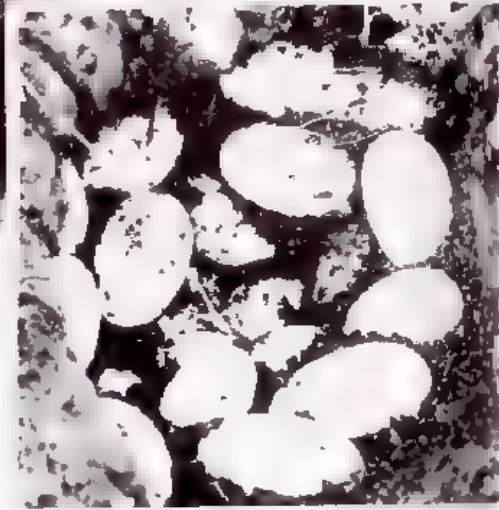
یہ غڑے سزا کی دن تک زمین کے نیچے پکے ہیں اور آخر اٹھنے میں جنہیں (کھل پچ) تیار ہو جاتا ہے۔ مادہ اپنے دن تک اپنے اس ٹھکانہ سے دور نہیں جاتی بلکہ پانی سے باہر اس کے قریب ہی پڑی رہتی ہے۔ خاص کر شکاریوں کی سرگرمی کے وقت، یعنی راتوں کو قریب ہی چوکتا اور خبردار رہتی ہے۔ اس وقت وہ بہت خون خوار ہو جاتی



”یہ وہ ستان سما ہے جانے والے تھیں تم کے مگر بچوں کی شہادت منسلک نہیں ہے گزراں (دائیں) کا جڑ بے مدد ہے (دو ہاں) کا جڑا سب سے بڑا ہے اور کھارے پانی کے مگر پچ (دائیں) کی تو غری کر کے متا ہے میں لگی ہوئی ہے اور اس کے سر کے پیچھے بڑے بڑے کچھرے نہیں ہوتے۔“

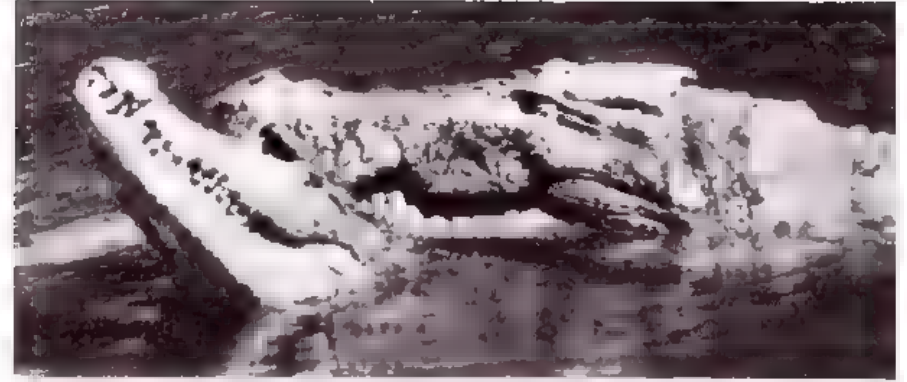
ہے۔ حال ہے جو کوئی انڈوں کے قریب پہنچ جائے اور وہی سے بھاگ دیتی ہے۔ اور بھی ٹھیک بھی ہے۔ کہہ کر مگر کچھ کے مذہب انڈوں کی راحت تو موثر نیز اور، پھیل جوں، جنگلی سوراں اور دوسرے بہت سے جانوروں کو پھندہ ہے۔

رہنے والے تمام جانور ان میں مال باپ کا فرض سب سے اچھی طرح مگر بھی ہی بھرتے ہیں۔ اپنے ”کھرو تھے“ کی حفاظت کے کام میں نہ بھی اکثر مارہ کا تھ بٹاتا ہے۔ جب انڈوں سے بچے نکلنے کا زیادہ قریب آتا ہے تو وہ دونوں مل کر اپنے پیچھے ہوئے خزانے یعنی اس ٹھکانے کو کھولتے اور بچوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ جب بچے اٹھنے کھلک



مگر کے گھر و محلے کھول کر لیدو تھے انڈوں کی تلاش کی جارہی ہے

جانوروں (mammals) تک، سب ہی ان کے دشمن ہیں۔ یہاں تک انڈا کھل کر باہر آنے والے ننھے مگر چھوٹے جوان ہونے اور سن بلوغ تک پہنچنے کا امکان کم ہی ہوتا ہے۔ بول سمجھ کر کہ اگر یہ ننھا مگر چھ خدا خدا کر کے کم از کم ایک میٹر (1) تک لمبا ہو گیا ہے، جب اس کے لئے پتے ال جنگلی دشمنوں سے جاں بچنا ممکن ہو پاتا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے جب، اس کا گوشت اور کھال حاصل کرنے کے لئے انسان اس کا شکار کرنا شروع کر دیتا ہے اور ہرگز کوئی لوطہ کھائی! اور دنیا میں کبھی پانچ قسم کے مگر چھ تھے، اب یہ ان کی بد قسمتی سمجھئے کہ ان کھال اتنی خوبصورت، پس منسوب ہوتی ہے کہ اس کا شمار دنیا کی بہترین قسم کے چمڑے میں ہوتا ہے۔ مگر چھوں کی کارنگ اور مگر چھ پال کی صنعت سے، اور قدرتی ماحول میں



مگر چھ (mink) کرتے ہوئے مگر چھوں میں رہا مگر چھوں سے لادہ سے لادہ ہوتا ہے

کر باہر نکلنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، تو انڈوں کے اندر ہی سے، مارک، مارک، پارک کی آوازیں نکالتے ہیں اور صف میں ننھے ننھے مگر چھوں کے گنگناہ کی سی آوازیں ابھرنے لگتی ہیں، جنہیں مال باپ قریب ہوں تو فوراً ہی سن بیٹے ہیں۔ جب وہ دونوں کھود کر انڈے نکالتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ تو انہیں کچھ انڈوں سے بچے نکلے ہوئے اور کچھ سے نکلنے ہوئے مگر چھ کے مضبوط جڑے چاہیں تو سمجھیں تک کو جکڑ کر مار دیں، لیکن ایک مضبوط جڑے بڑی نرمی سے اس سے منے مگر چھوں کو اٹھا کر پانی تک لے جاتے ہیں جن انڈوں سے اس وقت تک بچے نہ نکلے ہوں انہیں مادہ مگر چھ، منہ میں رکھ کر ٹپکے سے دباتی ہے، انڈا ٹوٹتا ہے، اور بچہ ہال کے منہ میں جم لیتا ہے۔ انسان صدیوں سے اس انوکھے اور قابل تحریف منکر کو دیکھتا آیا ہے اور مدد تو یہ سمجھتا رہا ہے کہ مگر چھ رو رو رہا اپنے بچوں کو کھاتے ہیں!

ننھے ننھے مگر چھ ایک منڈلی سی بنا لیتے ہیں، جسے پو، کہتے ہیں اور وہ کئی مہینے تک ہال باپ میں سے ایک کے، یا ممکن ہو تو دونوں کے ساتھ ان کے چمچر چھایا میں رہتے ہیں۔ لیکن یہ بچے 35 سنٹی میٹر (14) کا کھچ لے ہو جائیں، تو پھر تو انہیں، کیسے ہی باہر کی دنیا میں قدم رکھنا، تنہا دنیا کا مقابلہ کرنا ہی پڑتا ہے۔ ان کے دشمن بہت بہت ہیں۔ بڑی چھیلیوں سے لے کر ملک ملک کر چٹنے والی لٹلوں اور ان جیسے دوسرے پرندوں تک، سانپوں سے لے کر پہاڑی وار





100-1000-1000-1000





ہوتی ہے۔

کھارے پانی کے گرچہ ہمدستان سے لے کر مشرق میں آسٹریلیا تک پائے جاتے ہیں دنیا کے سارے گرچہ چھوٹے ہیں۔ صرف اس گرچہ کے ہارے میں لورہ ریلے ٹیل کے گرچہ چھوٹے ہارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ کبھی کبھی آدم خور ہو جاتا ہے۔ بد قسمتی سے یہ گناہ ہے کہ لاش ہوتے گرچہ چھوٹے کے دل سے انسان کا ذرہ نکل جاتا ہے اور وہ انسانوں اور ذمہ داروں پر حملہ کرنے لگتا ہے۔

افریقینیا کے قیام کے دوران ہم نے سادہ ایریا گلوں کے کچھ ایسے لوگوں سے انٹرویو کیا تھا جنہوں نے گرچہ کے ہاتھوں انسان کے ہارے جانے کے تقریباً دو جن بحر واقعات خود اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے۔ یوں تو اس علاقے میں، کھارے، بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ لیکن اس قسم کی حرکتیں صرف ایک گرچہ کر رہا تھا۔ بعد میں وہ جال میں پھنس گیا، اور اسے گولی مار دی گئی۔ لیکن مقامی لوگوں کو تو یقین تھا کہ وہ دراصل ایک ایسے دیہاتی کی روح تھی جو مدت پہلے ختم ہو چکا تھا۔

کھارے، گرچہ کھارے پانی کی دلدلوں میں ملتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا جب یہ ہمدستان کے ساحلی علاقوں میں بھی عام تھے۔ لیکن اب یہ ہمدستان میں صرف تین جگہ پائے جاتے ہیں۔ یعنی جزائر اٹلان اور کوبار، میں، اور مغربی بنگال اور آڑیمہ کے ٹکرو دلدلوں میں۔ ان علاقوں میں نالوں پر جسے کے واقعات بہت کم ہوئے ہوں گے۔ ہاتھیوں اور شیروں کے علاقوں کی طرح گرچہ چھوٹے علاقوں کے رہنے والے بھی اپنے آپ کو خطرہ سے بچنے رکھنے کا ہنر سیکھ بیٹے ہیں۔ آسٹریلیا میں تو ہزاروں سیاح دن دریاؤں پر جاتے ہیں، جن میں بڑے بڑے، کھارے، بہت بڑی تعداد میں رہتے ہیں، اور وہاں کے لوگین پاس، یعنی اب اور نیگی (aborigines) تو کئی تو ہزاروں سال سے ان کے ساتھ رہنے آئے ہیں۔

کھاروں، کے ملن اور جنسی ملاپ (making) کا طریقہ بھی بڑی حد تک دوسرے گرچہ چھوٹے جیسا ہی ہے لیکن گرچہ کے مقابلے میں، انہیں مخصوص علاقے کا احساس اور شعور بہت زیادہ ہوتا ہے۔ مباشرت (making) کے دوسرا میں چھوٹے گرچہ چھوٹے کو بڑی عمر اور سائز کے گرچہ چھوٹے سے دور رہی دور رہنا پڑتا ہے۔ اور وہ جیٹن ہے کہ مفت میں مارے جائیں!

سب سے بڑا فرق ان کے ٹھکانے کا ہوتا ہے کھارے پانی کے گرچہ کی باقہ ٹھکانے کے لئے پتوں اور چھوٹے سا کی مادے بہت بڑا سا اور لمبیت نہیں شید بناتی ہے۔ پھر اس ٹیلے کی چوٹی میں ایک بڑا سوراخ کھودتی ہے، اور اس میں 50 سے 80 تک انڈے دیتی ہے۔ اگر اس کا یہ ٹھکانہ پانی کے قریب ہی ہو تو وہ دریا یا تالاب کے قریب ترین نالے یا

→ کھارے پانی کے گرچہ کی یہ کھوپڑی نادر پناہ میں سب سے بڑی ہو گی۔ کہتے ہیں یہ گرچہ پہ پہل لیا



کھاڑی میں رہ کر اس کی حفاظت کرتی ہے۔ لیکن، کھارہ، مگر مجھ عام طور پر اپنا یہ ٹھکانہ، چرنک کے جنگل کے سرے پر ہوتا ہے، جہاں چٹے پانی کی دلدل سمندر کے دو جزروائے دلدلی علاقے سے مل جاتی ہے۔ اس لئے وہاں اکثر اس قسم کی مناسب کھاڑی پائالہ ہوتا ہی نہیں ہے۔ اس صورت میں مادہ اپنے لئے گڑھا سا کھود لیتی ہے، جس میں ظاہر ہے، پانی بھر جاتا ہے۔ اور مادہ مگر مجھ، اپنے انڈوں کی حفاظت کرنے کے لئے اس گڑھے میں پڑی رہتی ہے۔ ہم نے تو اپنے تجربے سے یہ بات اچھی طرح سمجھ اور سیکھ لی ہے کہ انڈوں یا بچوں کی حفاظت کرتی ہوئی مادہ مگر مجھ سے کسی قیمت پر ٹھکر نہ لو!

کھارے پانی کا مگر مجھ غدار کو پکڑنے کے لئے کافی اور تک ایس ساکل ہے۔



بلکہ اسے چوری عزت اور مان دو۔ مگر اس کے گرد کو ڈائیل بنک میں سے مگر چھوٹے انڈوں سے لہذا شرعی میں ہے ٹکانے کی خاطر، ہم مگر چھوٹے، ٹھکانوں، سے انڈے نکالتے ہیں۔ کیا قیامت کا منظر ہوتا ہے! ہمارا لانے والے، موٹر سائیکل میں کھڑے والے خیالات جیسے دوسرے جان بھنگی پر کھٹے والے غرور سوار تو شاید بہت لطف اٹھائیں۔

### گھڑیاں

گھڑیاں کو دیکھتے ہی آپ کی نظر اس کی انتہائی ہی خصوصیتوں پر اٹک جائے گی مگر اس کے دانت کتنے تیز ہوتے ہیں! وہ، قدرت نے پھلی پکڑنے کا کیمیا معرین آکر چلا ہے، دور اپنے ہاتھ کی جھنجھکی سے پانی کو کھینچنے کی کوشش کر دے۔ مشکل ہے نا؟ اور اب ذرا ایک چھتری سے پانی کو حلیو اب تمہاری سمجھ میں آجائے گا کہ گھڑیاں کے یہ لمبے اور غلط جڑے بھی پکڑنے میں اسے ماہر اور کامیاب کیوں ہیں۔ گھڑیاں کا بدن بہت ہموار اور تراش خراش بہت قیاس ہوتی ہے۔ اس معاملے میں وہ دنیا کے اور سب مگر چھوٹے سے بہت آگے ہے اور یہ سارے مگر چھوٹے کے مقابلے میں بہت زیادہ آگے (aquatic) یعنی پانی کے دریا ہوتے ہیں۔ بہت کم کبھی کبھی پانی سے باہر آتے ہیں۔ پول سمجھو صرف دھوپ سینکے اور اٹھ دینے کے لئے پانی سے نکلتے ہیں۔ اور یہ مگر کی طرح زمین پر چلنے بھی نہیں ہیں۔ یہ تو اپنی ساری زندگی شمالی ہندوستان کے پٹ ڈار گہرے دریاؤں میں گزار دیتے ہیں۔

کوڑھٹ بھیٹل پار کی رام گنگا ندی کے صاف پانی میں پڑے ہوئے گھڑیاں کو دیکھ کر دل خوش ہو گیا۔ ایک جیسی تیزی ہوئی، پانی کی تہ میں پڑے ہوئے، اس پائل بے وس حرکت ایسے کے قریب سے گزرتی ہے، اور وہ اچانک پلٹ کر، بجلی کی سی سرعت سے اسے پکڑ لیتا ہے۔ گرد کو ڈائیل بنک میں، ہم روانہ گھڑیاں کو کھانا ملنے دیکھا کرتے تھے۔ یہی مان گئے، کیا ہاتھ کی صفائی تھی! بلا کی تیزی اور نشانہ بالکل صحیح! ہم نے بھی کئی دفعہ ان کی طرف چھلیاں پھینکیں۔ تو بیچ ہوا میں پکڑ لیتے ہیں یا، اور ہر چھلی کر کر اچھلی اور انہوں نے پکڑا۔ چھوٹے گھڑیاں تو کبھی کبھی بڑی سی چھلی پکڑ کر دوڑتے ہوئے سیدھے تالاب سے باہر نکل آتے ہیں۔ شاید اس لئے کہ جانتے ہیں کہ اتنی بڑی چھلی کو پکڑے رہنا آسان نہیں ہے۔

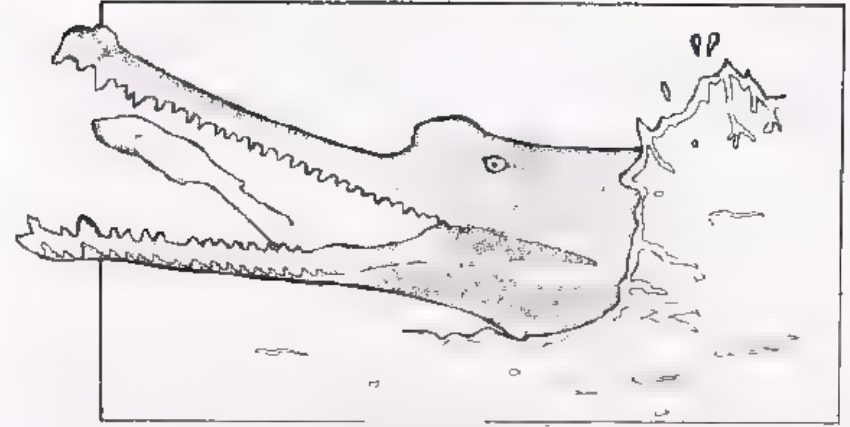
مگر کی طرح گھڑیاں کی افزائش نسل کا زمانہ بھی سردیوں میں ہوتا ہے۔ دس بارہ سال کی عمر میں یعنی بالغ ہونے پر گھڑیاں کی خصوصیتوں پر ایک بڑا سا کوزلی مساس نکل آتا ہے جسے گھڑا کہتے ہیں۔ مگر چھوٹے کی یہ واحد قسم ہے جس میں نر اور مادہ کی شکلوں میں فرق ہوتا ہے۔

یہ گھڑا گھڑیاں کے منتوں کے ٹھیک اوپر ہوتا ہے، اور جب گھڑیاں دوسرے تمام مگر چھوٹوں کی طرح سی سی کرتا ہے تو اس کے سیاہی کی آواز گھڑے کی وجہ سے بہت اونچی ہو کر تیز جھنساہٹ جیسی ہو جاتی ہے۔ اس سے شاید



کیسے اٹھاتے ہیں۔ جو سکتا ہے کہ مادہ گھڑیاں اپنے بچوں کو اٹھاتے بھی ہیں یا نہیں! بچا کر دریا کے محفوظ پانی میں پہنچاتی ہو۔  
 دوسرے سب گھر گھروں کے سے فوٹے اور توڑا نیکو بچوں کی طرح گھڑیاں کے بچوں کو بھی اس دنیا میں  
 قدم رکھتے ہی اپنا پیٹ بھرے کا جتن خود ہی کرنا پڑتا ہے۔ وہ پہلے دن ہی سے دنیا کے کنارے کنارے سفر کرتی ہوئی  
 پھیلیوں کے بڑے بڑے جھولوں پر لپک کر پھلی پھلنے لگتے ہیں۔ ان ننھے ننھے گھڑیاؤں کی خوشنویں، حتیٰ کہ کسی ہوتی ہیں  
 کہ گلتا ہے کہ یہ تو یہ کارنوں ہیں یا پھر کسی دوسری دنیا سے آئی ہوئی کوئی انوکھی مخلوق!

ایک باغ ز گھڑیاں ایک بڑی ہی پھلی پھلنے لگے ہوئے



گھڑیاں کے گھب جڑے پھل پھلنے لگے ہوئے ہیں۔ دور پھلی ڈکھڑکی کی خاص علامت ہے۔

دو ہر اٹا کدہ ہوتا ہے۔ ایک طرف تو مادہ کی طرف گھٹکتی ہے دوسری طرف اس علاقے کے باقی سب ز بھی سمجھ جاتے  
 ہیں کہ ان کی خیریت اسی میں ہے کہ وہ اس علاقے سے دور ہی دور رہیں۔ گھڑیاں عام طور پر بہت شریف جانور ہے۔  
 لیکن میٹنگ (Mating) کے زمانے میں گھڑیاؤں میں آہٹ میں زبردست جنگ ہو سکتی ہے اور اٹھوں کی حفاظت  
 کے دوران مادہ گھڑیاں بہت خطرناک ہو جاتی ہیں۔

مادہ گھڑیاں اپنی پیدائش میں شامل کے بڑے دریاؤں کے کنارے مٹی اور ریت سے پتے ہوئے بلند کناروں پر  
 چالیس سے اسی تک اٹھنے دیتی ہے۔ ان دریاؤں میں عاید کی بلند یوں سے بہہ کر آنے والے دریاؤں اور گنگا جتا کے بہت  
 سے معاون "اڑیہ" گا دریا مائری "اور مدھیہ" پر ویش اور راجستھان میں پنے وا، دریا نے مکمل شامل ہیں گھڑیاں کے  
 اٹھنے تقریباً ستر دن تک ریت میں پختے رہتے ہیں۔ اور جب اٹھوں میں بچے پوری طرح تیار ہو جاتے ہیں تو اٹھوں کے  
 اندر ہی سے آواز دیتے ہیں جسے سن کر مادہ گھڑیاں سمجھ جاتی ہے کہ اب اٹھوں کو کھود کر باہر نکالنے کا وقت آگیا ہے۔  
 آج تک کسی انسان نے نہیں دیکھا کہ چیز واٹھوں والے یہ گھڑیاں اپنے ان مضبوط اور خطرناک جھڑوں سے اپنے بچوں کو

اس صدی کے آٹھویں دہائی کے لوہین برسوں میں ہم نے پہلے شمالی ہندوستان میں اور پھر نیپال اور بنگلہ دیش میں مگر چھوٹے کے لئے کئی سروے کئے۔ آج دنیا بھر میں کل ماکر دوسرے بھی کم جنگلی کڑیاں زندہ ہو گئے۔ مگر کی صورت حال کچھ بہتر تھی۔ کل ماکر تقریباً دو تین ہزار مگر ہندوستان کے مختلف حصوں میں موجود تھے۔ اس کے علاوہ شری لنکا میں بھی یہ کافی تعداد میں ہوتی تھے۔ ہم نے مگر چھوٹے کے ٹھکانوں اور بستیوں کو قریب سے دیکھنے کے لئے چالیس دن تک موٹر سائیکل سے شری لنکا کا دورہ کیا۔ کھارے پانی کے مگر چھ کی حالت خراب تھی۔ ہندوستان بھر میں وہ سب ماکر صرف چند سو رہ گئے تھے اور ان کی بستیاں تیزی سے گھٹ رہی تھیں۔

مگر چھوٹے کی کھال حاصل کرنے کے لئے انھیں ہزاروں کی تعداد میں مارا گیا ہے۔ قبائلی اور دوسرے باشندے ان کے انڈے اکٹھا کر کے کھاتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہندو پاندے نے کے پروہتوں اور جنگلوں کی کٹائی کی

یہ ٹھکانا کڑیاں لٹا چھوٹے کے پانیوں میں بھر رہا۔



ایک ٹھکانا کڑیاں لٹا چھوٹے کے پانیوں میں بھر رہا۔

### پروجیکٹ کرو کوڈائیل

جب درلڈ وائلز لائف فنڈ نے ہندوستان کے تیزی سے گھٹتے ہوئے اور شیروں کو بچانے کے لئے ایک لاکھ ڈالر کا چندہ دیا تو پروجیکٹ انگریز کا نام بہتوں نے سنہ 1975 میں قوام متحدہ کی خوراک اور زراعت تنظیم نے ہندوستان میں پائے جانے والے مین قسم کے مگر چھوٹے کی نسلوں کو معدوم ہونے سے بچانے کے لئے ہندوستان کی مدد کی خاطر کرو کوڈائیل پروجیکٹ شروع کیا۔

مگر جیسوں اور مگر ریلوں کی لاجواب کھال کے لڑائی میں انسان نے سب سے بڑے پکارتے پر اس حقوق کا شکار کیا ہے کہ یہ دنیا کے ریوڑ 7 علاقوں میں کیاب  
ہو گئے ہیں۔



وجہ سے بھی ان کے پسندیدہ علاقوں کا رنگ روپ اتنی تیزی سے بدل رہا تھا کہ خطرہ وہ یہ تھا کہ ان علاقوں میں مگر چھ  
سر سے ہی ختم ہی نہ ہو جائیں۔

لیکن مگر چھوں کو بچانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ یہی بات یہ ہے کہ مگر چھ ۷ جواب شکاری بھی ہے اور  
خاکروب بھی ہے۔ اس لئے پانی کے ذخیرہ کو مستقل صاف کرتا رہتا ہے۔ اور پھر یہ جن جانوروں کو کھاتے ہیں ان کی  
نسلوں کو بہتر سے بہتر بنانے کا شہیکہ بھی لے بیٹے ہیں۔ وہ کیسے؟ وہ ایسے کے یہ جانور عام طور پر پیار اور شہی جانوروں کو  
نوالہ دیتا ہے۔ ام تو کہتے ہیں کہ اگر ایک طرف جنگل کا رچہ شیر ہے تو دوسری طرف دریاؤں جھیلوں اور وندلوں کے  
پاسوں کا مگر چھ سر دوسرے۔ ان کے بغیر تو ہمارے قدرتی ماحول کا توازن ہی بگڑ جائے گا۔ اور اس کا مہیا بھی گر جائے گا۔  
مثلاً اگر پانی کے ذخیروں میں رہنے والے تمام مگر چھوں کو مار دیا جائے تو تجارتی پکارتے پر سم اور چٹاپا اور مچھلی بگڑنے  
والے مچھروں کے سبب جانے والی گرے۔ مانی عذاب بن جائے گی۔ کو سمبھور کے قریب امراتی ریزہ اڑ میں مگر کی آبا  
دی بہت، مچھی اور نسل بہت صحت مند ہے۔ یقیناً مائے تجارتی پکارتے پر مچھی بھی وہاں پکڑی جاتی ہے، ملک مگر میں اور  
کہیں نہیں پکڑی جاتی۔ جو لوگ اب تک مگر چھوں کی بہت کو نہیں سمجھ سکے ہیں انھیں اس بات سے سبق لینا چاہیے۔

”پرو جیکٹ کرو کوڈا کل“ کے سلسلے میں کام کرنے والے ماہرین مگر چھوں کے اظہے جمع کر کے انھیں بہت  
احتیاط اور ہوشیاری سے محفوظ رکھا اور معمری حرارت سیا کر کے ان اظہوں سے بچے نکالے گئے۔ اظہوں سے نکلنے والے  
ان ننھے ننھے مگر چھوں کا وہ تین سال پان پون کیا اس کے بعد انھیں پوری طرح محفوظ قدرتی علاقوں میں رکھا گیا، اور  
اب دس سال کا عمر حد گزرنے کے بعد انھیں پوری طرح محفوظ قدرتی ماحول میں ان کے اصلی ٹھکانوں میں چھوڑ دیا گیا  
ہے، اور ان میں سے اکثر نے نسل بدھانے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ ظاہر ہے انھیں ہندوستان کے ہر اس علاقے میں  
چھوڑنا تو ممکن نہیں تھا، جہاں وہ پھسے پائے جاتے تھے۔ دراصل ہندوستان میں انسانی آبادی اس تیزی سے بڑھ رہی ہے کہ  
بہت سے ایسے علاقے جو کل تک کھلے جنگل تھے، اب بالکل بدل چکے ہیں۔

سچ مگر آبادی تامل ناڈو کے امراتی ریوڑ مایز میں، مگرات کی کیر لائن مچھی کی سیرن ایک میں راجستھان  
کی رن جمبھور ناگر مچھی میں اور مشہور دوسری جگہوں نظر آتے ہیں، کھارے، کامتھن، جھوہ دیکھن ہو تو سر دیوں کے  
موسم میں اڑیسہ کی مہیا رکیا مچھی اور جزائر انڈیا کے بعض علاقوں میں دیکھئے۔ اور کھریال کی بستیاں دیکھنے کے لئے  
مچھل رپورٹیشنل پارک، اڑیسہ کے مہاندی دریا اور نیپول کے پیتا لون ٹینسل پارک میں جاسیے۔ یقیناً مائو ایک بڑے زر مگر  
چھ کو بڑا سا جزا کھولے صبح سویرے آرام سے دھوپ سینکنے کا منظر ایسا ہوتا ہے کہ بھلائے نہ بھولے۔



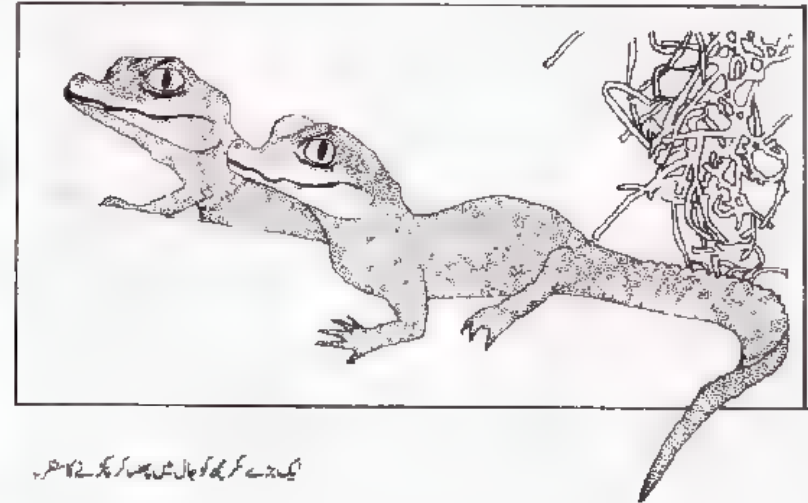


### مگر مچھوں کا مطالعہ

اس بات کا سروے کرنے کے علاوہ کہ مگر مچھوں کے قدرتی علاقوں میں اب کتنے اور کس قسم کے مگر مچھ باقی ہیں مگر مچھوں کے مختلف سرکاری قارموں اور مدارس کو کوڈائل بنک میں اس دے پیکر آبی جانور کی عادتوں اور خصوصیات کے مطالعہ کا کام بھی بڑے پیمانے پر جاری ہے۔

ہم استوینی، انسٹی ٹیوٹ اور نیشنل جیو گریفک سوسائٹی کی مدد سے 1985ء سے مدارس کو کوڈائل بنک میں تحقیق اور ریسرچ کا کام کر رہے ہیں۔ اس ریسرچ کی مدد سے سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ معلوم ہوئی ہے کہ بچوں کی طرح مگر مچھوں کے انڈوں میں بیجی والے نئے مگر مچھوں کی جنس کا دارودار بھی اس درجہ حرارت پر ہوتا ہے

یہ ہیں جنہوں نے امریکہ کے ایک والے کینیا نامی مگر مچھ۔۔۔ بڑے ہوئے تک ان کی آنکھوں کے پوچھنا جس قسم کے اہل انہی کے بھی تو نہیں ایک والے کہ جاتا ہے۔



ایک بڑے مگر مچھ کو حال میں پھر کر پکڑنے کا سحر۔

جس میں یہ اڑا تیار ہو رہا ہو۔ لیکن یہاں حساب بکھوڑوں سے ہٹلے، اگر اڈوں کو 28 سے 31 ڈگری سینٹی گریڈ درجہ حرارت میں تیار کیا جائے گا تو ان میں سے نکلنے والے سب گرچہ مادہ ہوں گے، اور اڈوں سے بچے نکلنے میں مقرر یا سو گ لگ جائیں گے، اور اگر اڈوں کو 32.5 ڈگری سینٹی گریڈ درجہ حرارت میں رکھا جائے تو بچے صرف پندرہ 64 دن میں



گرچہ کسی اڈے سے کسی بھی طرح نکلے والا ہے  
نکل آئیں گے اور سب کے سب نہ ہوں گے۔ اگر درجہ حرارت 32.5 سے 33 ڈگری سینٹی گریڈ رکھا جائے تو پیدا ہو  
والے بچوں میں نر اور مادہ دونوں ہوں گے۔ پستان دار جانوروں (mammals) اور پرندوں کے بچوں کی جنس کا قطعی  
نسب (genetic) سے ہوتا ہے۔

گرچہ بچوں کی خوراک بیاریوں اور عاقوں کے سلسلے میں بہت کچھ چھان بین کی گئی ہے اور اس سلسلے میں بھی مطالعہ کیا گیا  
ہے کہ عمر کے ساتھ ساتھ ان پر درجہ حرارت کا اثر پڑتا ہے۔ لیکن ہم سے متعلق تجربوں اور مطالعوں سے اندازہ ہوتا ہے  
کہ گرچہ ڈیڑھ سال کے اندر انکو ایک میٹر تک لمبا ہو سکتا ہے۔



نر مادہ بچے اڈے نکلتے رہا ہو سکتا ہے۔

گرچہ فارمنگ

ہم سب جانتے ہیں کہ انسان نے پچھلی صدیوں میں کئی قسم کے پستان دار جانداروں (mammals) اور







مگر آپس کی چھان بینیاں۔ مگر کی زبان پر پائے جانے والے تھک کے خود کا سامنا تو رہا ہے۔

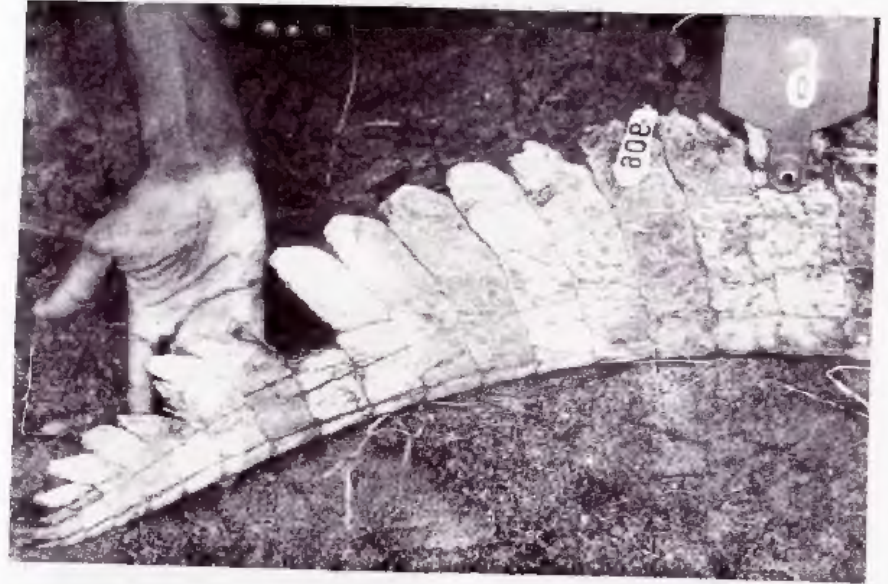
پرتوں کو سدھا کر اور پالتو جانور بنا کر فن کی ایسی ایسی قسمیں تیار کر لی ہیں جو بہت کار آمد ہیں۔ مثلاً نشوونما پانے والے چوڑوں ہیکٹوں کی ایسی نٹ نئی قسمیں جنہیں انسان مختلف کاموں کے لئے استعمال کرتا ہے۔ اور اب اسے ریگٹے والے ایک جانور کو بھی سدھا کر پالتو بنایا ہے۔ یعنی مگر چھ کو۔ بہت سے ملکوں میں خاص کر آسٹریلیا اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ہزاروں ہزار کسان مگر چھ اور گھوڑیوں کی قمار مٹک کرتے ہیں۔ قیمتی کھال اور لذیذ گوشت حاصل کر سکیں۔

چھین اور امریکہ میں پائے جانے والے گھوڑیال کارنگ مگر نکالا ہوتا ہے۔ ان کی کھال پر ہلکے رنگ کے نشان



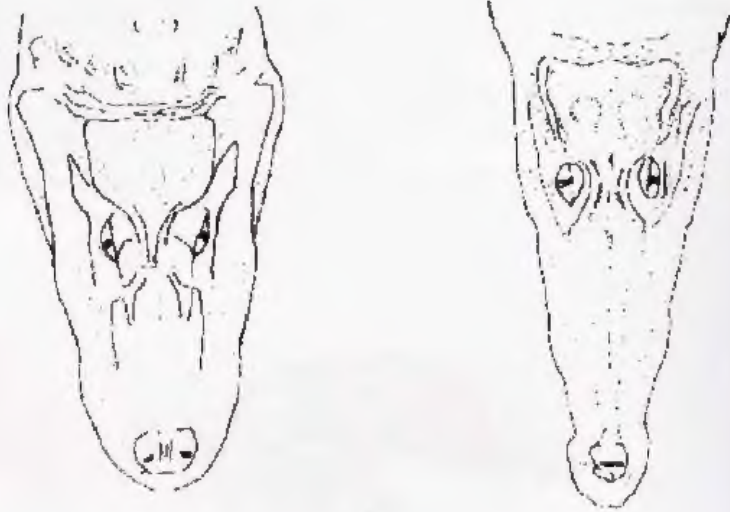
ایک مردہ مگر۔ یہ شاید کسی بڑے مگر کے ہاتھوں قتل ہوا ہے۔

سے ہوتے ہیں، اور ان کی تھو تھنیاں بہت چوڑی ہوتی ہیں۔ گھوڑیال کے دانت اس کے چڑے میں سینے ہوئے خالوں میں سما جاتے ہیں، جسکی توان پر نظری نہیں پڑتی۔ مگر چھ عام طور پر گرم سیر علاقوں میں ملتا ہے۔ اس کی تھو تھنی متابقت



ایک مگر چھ کی، ہم اس پر چٹکی کوئی برچی کی مدد سے ہڈی اسے پکھلتا ممکن ہو سکے گا۔

تھگ ہوتی ہے، رنگ ہلکا، اور کھال پر پڑے ہوئے نشان گرمے رنگ کے ہوتے ہیں، اور اوپر اور نیچے کے ان گنت دانت ایک دوسرے پر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسی لئے تو وہ ہمیشہ ایسے لگتے ہیں، جیسے کوئی دانت کوسے مسکر رہا ہو۔ مگر چھ اور گھوڑیال تو اب کئی پشتوں سے انسان کی لگائی ہوئی بندشوں اور حدود میں رہ کر ترتی کر رہے ہیں اور بڑی حد تک سدھ کر پالتو ہو چکے ہیں۔ ان جانوروں کو مارنے سے دل تو بہت دکھتا ہے لیکن کیا کریں، سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ ان کی نسل کو بچانے کے لئے انھیں مارنا ضروری ہے، کیا مطلب؟ بات یہ ہے کہ جیسا ہم آپ سب ہی یہ جانتے ہیں کہ ہمدرد جان میں اور



اہل کھڑا گھوڑیال کی چوڑی تھو تھنی کمارے پانی کے مگر چھ کی نوکیلی تھو تھنی کے متا ہے میں۔

منطقہ حارہ کے دوسرے گرم ممالک میں انسانی آبادی بے حد تیزی سے ترقی کر رہی ہے، اس لئے ان علاقوں کے جنگلی جانوروں کو اپنی جگہ کے لئے بہت مشکل اٹھانا پڑ رہی ہیں، اور آئندہ بھی مشکلوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یوں سمجھ کر جانوروں کی ایک نہ ایک قسم تو ہر سال ہی ختم ہو جاتی ہے، اب ایسے میں مگر چھوں کے جیسے جانور دل کی بھارتیہ بھی مشکل ہے۔ جن سے انسان ڈرتا بھی ہے، مگر بھی کھاتا ہے اور تاپہند بھی کرتا ہے۔ اس جانور کی بھگنے کے لئے انسان کو یہ یقین دلانا ضروری ہے کہ یہ جانور خود انسان کے لئے کتنا کارآمد ہے۔





ایک مقام پر تھیں ایک پہلی مگر کھاتہ میں پکڑے کڑا ہے۔

اگر انسان کو اندازہ ہو جائے کہ مگر کھاتے کتنے کام کی چیز ہے تو شاید اسے مگر کھ سے دلچسپی پیدا ہو جائے تب وہ  
 تھاہر ہے دلہ لول، زمینوں اور پانی کے ذخیروں اور میلوں کی پوری حفاظت کرے گا۔ اگر مگر کھوں کی موجودہ زمینوں،  
 اور ذخیروں کی صحیح دیکھ بھال اور ان کا مناسب استعمال کیا جائے تو مگر کھوں کی جنگلی آبادی سے انسان کو سالانہ لاکھوں  
 روپے کی مالیت کے انڈے اور بچے حاصل ہو سکتے ہیں، پورن کی انمول جنگلی، بستیوں، کی حفاظت ہو کی سوانگ۔  
 تمام باتوں کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ بہت سے جنگلی جانوروں کی بھلا اور مستقبل کا دار و مدار اس بات پر ہو گا  
 کہ گوشت کھال اور دوسری چیزیں حاصل کرنے کے لئے ان کا استعمال ذمہ داری اور احتیاط سے کیا جائے۔ اس کے علاوہ

تال ہاؤس کے ہڈاں کرو کو انٹل بینک میں ہر سال بڑوں پہلی مگر کھ جنم لیتے ہیں۔





ان کی بھرپور اور صحت مند آبادیوں کو پہلے کی طرح ان کے آب و وطن ہی میں رہنے دیا جائے گا جنگلی جانوروں کی دیکھ بھال کرنے والوں کے لئے یہ ایک نیا چیلنج، نئی چٹوٹی ہے۔ ضرورت اس کی ہے کہ ہم پورا بندوبست کریں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے بعد آنے والی نسلوں کو اس عظیم الشان جانور، دیکھنے والے اس آخری 'مکرم' کو اس کے آبائی وطن میں پھنستے پھولتے دیکھنے کا موقع ہی نہ ملے۔

امریکی گمڑیل (alligator) دھنسی دھنسی آواز میں دشمن کو دھمکی دے رہا ہے۔

